ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

24

www.tanzeem.org

22 تا 28 جمادی الثانی 1430ھ / 16 تا 22 جون 2009ء

زوالِ امت: سبب اور علاج

"اگر ایک شخص مسلمانوں کی تمام موجودہ تباہ حالیوں اور بدبختیوں کی علتِ حقیقی دریافت کرنا چاہے اور ساتھ ہی یہ شرط بھی لگا دے کہ صرف ایک ہی علتِ اصلی ایسی بیان کی جائے جو تمام عِلل و اسباب پر حاوی اور جامع ہو تو اس کو بتایا جا سکتا ہے کہ علماء حق و مرشدین صادقین کا فقدان اور اور علماء سوء و مفسدین دجالین کی کثرت رَبَّنَا اِنَّا اَطَعْنَا سَادَتَنَا وَكُبَرَآءَنَا فَاَضَلُّوْنَا السَّبِيْلَا

اور پھر اگر وہ پوچھے کہ ایک ہی جملہ میں اس کا علاج کیا ہے؟ تو اس کو امام مالکؒ کے الفاظ میں جواب ملنا چاہیے کہ

"لَا يَصْلُحُ اٰخِرُ هٰذِهِ الْاُمَّةِ اِلَّا بِمَا صَلَحَ بِهٖ اَوَّلُهَا"

یعنی اُمت مرحومہ کے آخری عہد کی اصلاح کبھی نہ ہو سکے گی، تاوقتیکہ وہی طریق اختیار نہ کیا جائے، جس سے اس کے ابتدائی عہد نے اصلاح پائی تھی اور وہ اس کے سوا کچھ نہیں ہے کہ قرآن حکیم کے اصلی و حقیقی معارف کی تبلیغ کرنے والے مرشدینِ صادقین پیدا کیے جائیں۔"

مولانا ابوالکلام آزاد

اس شمارے میں

اوباما کی تقریر

نفاذ شریعت سیمینار کی روداد

علم نجوم اور غیب کی خبریں

پاکستان کی دینی قوتوں کے نام

نائیجیریا میں نفاذ شریعت

پاکستان کی بقا و سالمیت۔۔۔

ڈھائی ہزار برس جینے کا سامان

تنظیم اسلامی کی دعوتی و تربیتی سرگرمیاں

سورۃ الاعراف

(آیات:146 تا 147)

ڈاکٹر اسرار احمد

بسم اللہ الرحمٰن الرّحیم

﴿ سَاَصْرِفُ عَنْ اٰیٰتِیَ الَّذِیْنَ یَتَکَبَّرُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ وَاِنْ یَّرَوْا کُلَّ اٰیَۃٍ لَّا یُؤْمِنُوْا بِھَا ۚ وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الرُّشْدِ لَا یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا ۚ وَاِنْ یَّرَوْا سَبِیْلَ الْغَیِّ یَتَّخِذُوْہُ سَبِیْلًا ؕ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَکَانُوْا عَنْھَا غٰفِلِیْنَ ﴿146﴾ وَالَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَلِقَآءِ الْاٰخِرَۃِ حَبِطَتْ اَعْمَالُھُمْ ؕ ھَلْ یُجْزَوْنَ اِلَّا مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿147﴾ ﴾

”جو لوگ زمین میں ناحق غرور کرتے ہیں اُن کو اپنی آیتوں سے پھیر دوں گا۔ اگر یہ سب نشانیاں بھی دیکھ لیں تب بھی اُن پر ایمان نہ لائیں۔ اور اگر راستی کا رستہ دیکھیں تو اُسے (اپنا) رستہ نہ بنائیں۔ اور اگر گمراہی کی راہ دیکھیں تو اُسے رستہ بنالیں۔ یہ اس لیے کہ اُنہوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا اور اُن سے غفلت کرتے رہے۔ اور جن لوگوں نے ہماری آیتوں اور آخرت کے آنے کو جھٹلایا اُن کے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یہ جیسے عمل کرتے ہیں ویسا ہی اُن کو بدلا ملے گا۔“

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، جن لوگوں کے اندر تکبر ہے ہم اُن کا رخ اپنی آیات سے پھیر دیتے ہیں۔ ہم انہیں اس کا اہل نہیں سمجھتے کہ وہ ہماری آیات کو دیکھیں اور سمجھیں۔ اور اگر وہ سر سری ساری نشانیاں دیکھ بھی لیں تو بھی ایمان لانے والے نہیں ہیں۔ اُن کا حال تو یہ ہے کہ اگر وہ کامیابی، سعادت اور ہدایت کا راستہ دیکھ بھی لیں پھر بھی راستہ کو اختیار نہیں کریں گے ہاں، جب بھی اُن کے سامنے کجی کا راستہ، ٹیڑھا راستہ، اور برائی کا راستہ آئے گا تو وہ اسے اختیار کرلیں گے۔ ان کا یہ رویہ اس تکبر ہی کی وجہ سے ہے جو اُن کے دلوں میں ہے۔ تکبر ہی کی بنیاد پر انہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور غفلت اختیار کیے رکھی۔ تکبر وہ شے ہے جو اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ ناپسند ہے۔ ایک حدیث قدسی ہے کہ ((الکبرُ ردائی)) ”تکبر میری چادر ہے“۔ جو تکبر کرتا ہے گویا وہ میری چادر میرے شانے سے گھسیٹتا ہے۔ اُس کے خلاف میرا اعلان جنگ ہے۔ ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا: ((لن یدخل الجنة من کان فی قلبه مثقالُ حبة من کبر)) یعنی وہ شخص ”جنت میں کبھی داخل نہ ہو سکے گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہے۔“ معلوم ہوا تکبر سب سے بڑا روگ ہے جو قبول حق میں رکاوٹ بنتا ہے۔

فرمایا اور جو لوگ بھی ہماری آیات کو اور آخرت کی ملاقات کو جھٹلائیں گے، ان کے سارے اعمال ضائع ہو جائیں گے۔ یعنی اپنی جگہ وہ بڑی نیکیاں کما رہے ہوں گے۔ جیسے قریش مکہ جو کعبہ کے خادم ہیں۔ وہ کعبہ کی خدمت کر رہے ہیں، اُسے صاف رکھتے ہیں، وہ مخلص حاجیوں کو دودھ، پانی پلاتے ہیں، مگر ان کے یہ اعمال اُن کے کسی کام نہیں آئیں گے کیونکہ وہ یہ کام کفر کی حالت میں کر رہے ہیں۔

فرمان نبوی

پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عورت کا خوشبو لگا کر غیر محرم مردوں کے پاس سے گزرنا

عَنْ اَبِیْ مُوْسَی الْاَشْعَرِیِّ ؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ: ((اَیُّمَا امْرَاَۃٍ اسْتَعْطَرَتْ فَمَرَّتْ عَلٰی قَوْمٍ لِیَجِدُوْا رِیْحَھَا فَھِیَ زَانِیَۃٌ))

(رَوَاہُ اَحْمَدُ وَالنَّسَائِیُّ وَالْحَاکِمُ)

ابو موسیٰ اشعری ؓ سے روایت ہے، کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”جو عورت خوشبو لگا کر لوگوں کے پاس سے گزرتی ہے تاکہ وہ اس کی خوشبو پائیں تو وہ (عورت) بدکار (زانیہ) ہے۔“

تشریح: یہ حدیث مسلمان خواتین کے لیے بہت اہم پیغام ہے۔ یہاں بتایا گیا ہے کہ خواتین خوشبو لگا کر باہر نہ جائیں اس لئے کہ یہ چیز نامحرم کی اُن کی جانب توجہ اور کشش کا باعث بنتی ہے۔ دراصل عورت کا اصل ٹھکانہ اس کا گھر ہے۔ گھر سے اُس کا نکلنا ضرورت کے تحت ہی ہے۔ عورت کو زیبائش کی اجازت ہے، مگر صرف شوہر کی خاطر۔ جو عورت خوشبو لگا کر باہر نکلتی ہے، تاکہ لوگ اس کی خوشبو پائیں، وہ شریف عورت نہیں ہو سکتی، اس لئے اُسے بدکار قرار دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اوباما کی تقریر اور بولتے حقائق

امریکہ کے سیاہ فام صدر باراک حسین اوبامہ نے مصر کے دارالحکومت قاہرہ میں امتِ مسلمہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا ''امریکہ مسلم دنیا سے نئے تعلقات کی بنیاد رکھنا چاہتا ہے۔ انتہا پسندی کے خلاف اسلام اور امریکہ کو مل کر کام کرنا ہوگا۔ پاکستان اور افغانستان کے مسئلہ کا فوجی حل ممکن نہیں۔ امریکہ میں امن کے لیے مسلم کمیونٹی کا بڑا اہم کردار رہا ہے۔ بہت سے مسلمانوں کا خیال ہے کہ مغرب اسلام کے خلاف ہے، تاہم یہ تاثر درست نہیں۔ اگرچہ نائن الیون کے بعد صورتِ حال خراب ہوئی اور اسلام اور مغرب کے درمیان فاصلہ بڑھ گیا، تاہم ہمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہیے کہ القاعدہ نے نائن الیون میں تین ہزار سے زائد بے گناہ لوگوں کو قتل کیا۔ امن و سلامتی کے لیے ہم سب کے نظریات ایک ہیں۔ قرآن میں ایک بے گناہ کا قتل پوری انسانیت کا قتل ہے اور جس کسی نے ایک کی جان بچائی، گویا اُس نے پوری انسانیت کو بچایا۔ پہلی بار ایک امریکی رکن پارلیمنٹ نے قرآن پر حلف اُٹھایا۔ فلسطینی تشدد کا راستہ چھوڑ دیں۔ اسرائیل یہودی آبادکاری فوری روکے اور حماس اسرائیل کے وجود کا قانونی حق تسلیم کرے۔ اسرائیل فلسطین کے لیے دو الگ ریاست کے حق کو تسلیم کرے۔ مسئلہ فلسطین کا واحد حل دو ریاستوں کا قیام ہے۔ اسلام مسئلے کا ایک حصہ نہیں، امن کے فروغ کا حصہ ہے۔ امریکہ میں کوئی مسجد تباہ نہیں کی گئی۔ امریکہ کے ہر شہر میں مسجد ہے، اس لیے اسلام امریکہ کا حصہ ہے۔ میں نے اسلام کے خلاف منفی تصورات کی ہمیشہ نفی کی ہے۔ امریکہ کو سب سے پہلے ایک اسلامی ملک مراکش نے تسلیم کیا تھا۔ میری ایک تقریر بداعتمادی ختم نہیں کرسکتی۔ امریکہ اور مسلمانوں کے درمیان کشیدگی ضرور بڑھی ہے، تاہم قاہرہ میں ایک نئے آغاز کے لیے آیا ہوں۔ میں قرآن پاک کے بیان اور خدا پر یقین رکھتا ہوں۔ اسلام اور امریکہ حریف نہیں ہیں۔ اب تک مسلمانوں اور مغرب کے درمیان صرف تضادات کو اجاگر کیا گیا۔ ہمیں ایک دوسرے کو سننا اور سمجھنا ہوگا۔ پاکستان اور افغانستان کے مسئلے کا حل فوجی طاقت سے ممکن نہیں۔ ہم افغانستان میں اپنی فوج اور اڈے نہیں رکھنا چاہتے۔ ہولوکاسٹ ایک حقیقت ہے جس میں 60 لاکھ بے گناہ لوگوں کو قتل کیا گیا۔ عراق کے عوام کو یقین دلاتا ہوں کہ عراق میں ہمارا کوئی حصہ نہیں ہے، البتہ اسرائیل کے ساتھ امریکی تعلقات ناقابلِ تسخیر ہیں۔'' تقریر کا آغاز اُنہوں نے السلام علیکم سے کیا۔ اِس سے پہلے سعودی عرب کے دورہ کے دوران اُنہوں نے اسلام اور مسلم دنیا کے حوالہ سے ایسے خیر سگالی کے جذبات کا اظہار کیا کہ خادم الحرمین شریفین شاہ عبداللہ نے خوشی کے جذبات سے مغلوب ہو کر اُن کے لیے تعریفی کلمات کہے۔

قارئین کرام، ہم نے اپنی روایت کے خلاف ادارتی صفحہ پر کسی شخصیت کی تقریر کا اتنا طویل اقتباس شائع کیا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ کسی بھی امریکی صدر نے اسلام اور مسلمانوں کے حوالہ سے ایسے اچھے اور خیر سگالی کے جذبات کا اظہار نہیں کیا تھا۔ کسی کے موقف، نکتہ نظر یا نظریہ کا تجزیہ سوئے ظن اور منفی طرزِ عمل کی بنیاد پر بھی ہو سکتا ہے اور حسنِ ظن اور خوش فہمی کی بنیاد پر بھی کیا جا سکتا ہے۔ ہر دو صورتوں میں صحیح اور حقیقت کے قریب نتائج اخذ کرنا ممکن نہیں ہوگا۔ تجزیہ کی بنیاد زمینی حقائق، تاریخی پس منظر اور واقعاتی شہادتیں ہونی چاہیے اور تجزیہ نگار کو غیر جانبداری کو اس حد تک اختیار کرنا چاہیے جیسے وہ منصف کی کرسی سنبھالے ہوئے ہے اور اُسے کسی حساس مقدمہ کا فیصلہ سنانا ہو۔ یہ حقیقت ہے کہ صدر اوباما کو امریکہ کی مسلم دشمن پالیسی وراثت میں ملی ہے۔ درحقیقت یہ بش فیملی اور نیو کانز کا مشترکہ اثاثہ تھا جو صدر اوبامہ کو منتقل ہوا ہے۔ امریکی معیشت اور عالمی میڈیا پر قابض یہودی قوت اِس اثاثہ کی گارڈین تھی۔ جب بش، ڈک چینی اور کنڈولیزا رائس مسلم دشمنی میں بہت بدنام ہو گئے تو اس پالیسی کو بیوٹی سیلون میں بھیج کر اس کا میک اپ کیا گیا۔ پہلا کام یہ کیا گیا کہ ایک رنگدار صدر اس میں سے (باقی صفحہ 17 پر)

تا خلافت کی بنا دنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

قیام خلافت کا نقیب

ہفت روزہ — لاہور

ندائے خلافت

جلد 18 — 22 تا 28 جمادی الثانی 1430ھ — 16 تا 22 جون 2009ء — شمارہ 24

بانی: اقتدار احمد مرحوم
مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
نائب مدیر: محبوب الحق عاجز

مجلس ادارت

سید قاسم محمود۔ ایوب بیگ مرزا
محمد یونس جنجوعہ

نگران طباعت: شیخ رحیم الدین

پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی:
67۔اے علامہ اقبال روڈ گڑھی شاہو لاہور۔54000
فون:6366638 - 6316638 فیکس:6271241
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقام اشاعت:36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔54700
فون:03-5869501
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 10 روپے

سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک......300 روپے
بیرونِ پاکستان

انڈیا----------------(2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں
چیک قبول نہیں کیے جاتے

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی رائے سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

تعارف "ضربِ کلیم"

"ندائے خلافت" کے گزشتہ شمارے میں "بالِ جبریل" کی شرح پایۂ تکمیل کو پہنچی۔ اس کی ہفتہ وار اشاعت کا آغاز محترم حافظ عاکف سعید صاحب کی فرمائش پر شمارہ بابت 17 تا 23 فروری 2005ء سے ہوا تھا۔ گویا اس کی تکمیل میں چار سال صرف ہوئے۔ اب "ضربِ کلیم" کی شرح "ندائے خلافت" کی زینت بنے گی۔ یہ اندازہ کرنا مشکل ہے کہ اس کام میں کتنے ہفتے یا شمارے آپ کو پڑھنے کا موقع ملے گا۔

"ضربِ کلیم" علامہ اقبال کا تیسرا اُردو مجموعۂ کلام ہے۔ یاد رہے کہ علامہ صاحب کی فلسفیانہ شاعری کے بارہ مجموعے شائع ہوئے، جن میں سے چار اردو اور آٹھ فارسی میں ہیں۔ بانگِ درا اُن کا اوّلین اردو شعری مجموعہ ہے جو پہلی مرتبہ 1924ء میں شائع ہوا۔ یورپ سے واپس آنے کے بعد علامہ کا ذوقِ سخن اس قدر بلند ہو گیا تھا کہ انہیں اپنے ابتدائی دور کے اشعار دیکھ کر ندامت سی محسوس ہوتی تھی اور وہ اپنے اِس سارے دفتر کو تلف کرنا چاہتے تھے۔ اس دوران میں ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں کہ اردو کلام شائع کیا جائے۔ بالآخر انہیں اپنے عقیدت مندوں کی مرضی کے آگے سرِ تسلیم خم کرنا پڑا۔ "بانگِ درا" علامہ صاحب کی تمام تخلیقات میں سب سے مقبول اور سب سے زیادہ فروخت ہونے والا مجموعۂ کلام ہے۔

بالِ جبریل اردو کا دوسرا مجموعۂ کلام ہے جو بانگِ درا کی اشاعت کے گیارہ سال بعد 1935ء میں شائع ہوا۔ پہلے اس مجموعے کا نام "نشانِ منزل" تجویز ہوا تھا۔ "بالِ جبریل" کے مطالعے سے معلوم ہوتا ہے کہ شاعر کی فکر اس آخری نقطے تک پہنچ چکی ہے، جس کا نام انسان کی "خودی" ہے۔ اقبال نے اسی موضوع کے مختلف پہلوؤں کو طرح طرح سے اپنی فکر کی جولان گاہ بنایا ہے اور شاعرانہ لطافتِ بیان سے اس خشک اور سنجیدہ ترین عقدے کی گرہ کشائی میں طبعِ رسا اور توجۂ کامل کی تمام توانائیاں اور رعنائیاں صرف کر دی ہیں۔

ضربِ کلیم اگلے برس 1936ء میں شائع ہوئی۔ اس مجموعے میں اقبال کے دل و دماغ پر فلسفہ اپنی بھرپور طاقت سے غالب نظر آتا ہے، اور امرِ واقعہ یہ ہے کہ اس مقام پر وہ ایک بے نظیر متکلم کی طرح دکھائی دیتے ہیں۔ فلسفہ تشکیک کی گرد سے آلودہ ہوتا ہے، لیکن اعلیٰ علمِ کلام دلیل و برہان کی رو سے مسائل سلوک و عرفان کا حل پیش کرتا ہے۔ پہلے اس مجموعے کے لیے "صورِ اسرافیل" کا نام تجویز ہوا تھا، لیکن بعد میں یہ نام "ضربِ کلیم" سے بدل دیا گیا۔ یہ کتاب نواب سر حمید اللہ خان والیِ بھوپال کے نام سے منسوب ہے۔ اس کا فارسی ترجمہ خواجہ عبدالحمید عرفان نے 1957ء میں کیا۔ انگریزی ترجمے کی سعادت 1947ء میں وی ایس کرنان کو حاصل ہوئی، جنہوں نے انتہائی اہتمام کے ساتھ اسے بمبئی سے شائع کیا۔

"ارمغانِ حجاز" علامہ اقبال کی آخری کتاب ہے جس کا کچھ حصہ اُردو میں ہے اور باقی حصہ فارسی میں۔ اس طرح یہ دو کتابیں ہو گئیں۔ یہ مجموعہ علامہ کی وفات کے بعد نومبر 1938ء میں شائع ہوا۔ حج پاک کا جذبہ اس تصنیف کا محرک بنا۔ علامہ چاہتے تھے کہ وہ حج کے دوران حضور پاکؐ کے روضۂ مبارک پر حاضر ہو کر یہ کتاب خود پیش کریں، لیکن افسوس کہ قضا نے ان کی یہ آرزو پوری نہ ہونے دی۔

اردو کے چاروں مجموعوں کے مختصر تعارف کے بعد اب ہم "ضربِ کلیم" کی شرح کی جانب بڑھتے ہیں۔ جیسا کہ اوپر ذکر ہوا، اس کا انتساب "اعلیٰ حضرت نواب سر حمید اللہ خان فرماں روائے بھوپال کی خدمت میں" کے الفاظ سے تین فارسی اشعار میں ہوا:

زمانہ با اُمم ایشیا چہ کرد و کند
کسے نہ بود کہ ایں داستاں فرو خواند
تو صاحبِ نظری آنچہ در ضمیرِ من است
دل تو بیند و اندیشۂ تو مے داند
بگیر ایں ہمہ سرمایۂ بہار از من!
کہ گل بدستِ تو از شاخ تازہ تر ماند

(1) زمانے نے ایشیائی اقوام کے ساتھ کیا کیا۔ کوئی نہیں جو اس داستان کو بیان کرتا۔

(2) تو اہلِ نظر ہے۔ جو کچھ میرے ضمیر میں ہے، تیرا دل دیکھتا ہے اور تیرا فکر اسے بخوبی جانتا ہے۔

(3) (اے حمید اللہ خان) تو مجھ سے بہار کا یہ سارا سرمایہ (ضربِ کلیم) لے لے، کیونکہ یہ پھول تیرے ہاتھ میں شاخ پر لگے پھول سے بھی زیادہ تر و تازہ رہتا ہے۔ اس شعر کا دوسرا مصرع مشہور فارسی شاعر طالب آملی کا ہے۔

تنظیم اسلامی کا پیغام
نظام خلافت کا قیام

ملک میں نفاذِ شریعت آپشنل نہیں، اولین ترجیح ہونی چاہیے حافظ عاکف سعید

اگر تمام دینی قوتیں اسلامی دفعات پر عملدر آمد کے لیے متحد ہو جائیں تو اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی شکل دے کر ملک میں نفاذ شریعت کی منزل حاصل کی جاسکتی ہے ڈاکٹر فرید احمد پراچہ

نفاذِ شریعت کا مطلب نظام بندگی کو تمام شعبوں پر غالب کرنا ہے۔ یہ ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے جناب احمد جاوید

سستا اور فوری انصاف صرف شرعی عدالتوں سے ممکن ہے، ہمارے پاس نفاذ شریعت کے علاوہ دوسرا کوئی آپشن نہیں مولانا زاھد الراشدی

حکومت نے صوفی محمد سے معاہدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کی اور امریکی ایجنڈے کو پورا کرنے کے لیے فوجی آپریشن شروع کیا۔ حافظ عبد الرحمن مدنی

ہماری بقا کا واحد راستہ نفاذ اسلام ہے۔ شریعت نافذ نہ ہوئی تو ملک قائم نہیں رہ سکے گا ڈاکٹر اسرار احمد

تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام

پاکستان میں نفاذِ شریعت کیا؟ کیوں؟ اور کیسے؟

کے عنوان سے منعقدہ سیمینار کی روداد

رپورٹ: وسیم احمد
نائب ناظم مرکزی شعبہ نشر و اشاعت

تنظیم اسلامی لاہور کے زیر اہتمام 31 مئی بروز اتوار قرآن آڈیٹوریم نیوگارڈن ٹاؤن لاہور میں ایک سیمینار بعنوان: ''نفاذ شریعت کیا؟ کیوں؟ اور کیسے؟'' کے عنوان سے منعقد کیا گیا۔ جس میں مختلف مکاتب فکر سے تعلق رکھنے والے جید علماء کرام کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ ان مہمان علماء کرام میں حافظ عبدالرحمٰن مدنی، مولانا زاہد الراشدی، جناب احمد جاوید، ڈاکٹر سرفراز نعیمی اور ڈاکٹر فرید احمد پراچہ شامل تھے۔ اس تقریب کے میزبان اور داعی محترم حافظ عاکف سعید تھے، جبکہ صدارت بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے فرمائی۔ تقریب کا آغاز قاری احمد ہاشمی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ کلیۃ القرآن کے ننھے طالب علم احسان الکریم نے نعت رسول مقبولؐ پیش کی۔ قرآن آڈیٹوریم سیمینار کے آغاز میں ہی اپنی تنگی داماں کا منظر پیش کر رہا تھا۔

حافظ عاکف سعید، امیر تنظیم اسلامی

بحیثیت داعی و میزبان امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ آج وادیٔ سوات خاک وخون میں غلطاں ہے۔ کیا وہاں کسی فوجی ایکشن کا کوئی جواز تھا؟ نفاذ شریعت کے حوالے سے مختلف سوالات عوام کے ذہنوں میں پیدا کر دیے گئے کہ شریعت نافذ ہو سکتی ہے تو کیسے؟ اور اگر شریعت نافذ ہوگی تو کون سی؟ گویا عوام کو انتشار ذہنی میں مبتلا کر دیا گیا۔ حالانکہ اس کا جواب قیام پاکستان کے بعد تمام مکاتب فکر کے علماء نے 22 متفقہ دستوری نکات کی صورت میں دے دیا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں نفاذ شریعت آپشنل نہیں اولین ترجیح ہونی چاہیے۔ نظام عدل ریگولیشن کے بعد سوات میں امن امریکہ کو گوارا نہیں تھا۔ سوات میں جاری فوجی آپریشن امریکہ کے دباؤ پر شروع ہوا۔ انہوں نے کہا کہ از روئے قرآن جو لوگ اللہ کی شریعت کے مطابق فیصلے نہ کریں، وہ ظالم، کافر اور فاسق ہیں۔ شریعت کامل اور عادلانہ نظام کا نام ہے جس کی تلاش میں پوری دنیا بھٹک رہی ہے۔ اسلام کے سوا ہر نظام حکومت جنگل کا قانون ہے۔ لیکن شیطان کے ایجنٹ اسی جنگل کے قانون اور نظام باطل کو سینے سے لگائے رکھنا چاہتے ہیں۔

ڈاکٹر فرید احمد پراچہ، ڈپٹی سیکرٹری جنرل جماعت اسلامی

جماعت اسلامی کے ڈپٹی سیکرٹری جنرل جناب ڈاکٹر فرید احمد پراچہ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ہماری فوج بھارت، امریکہ اور دیگر اسلام دشمن قوتوں کے ساتھ جنگ کی بجائے مالاکنڈ ڈویژن میں اپنے عوام کے خلاف ایکشن کر رہی ہے۔ اس آپریشن کا مطالبہ امریکہ کی طرف سے کیا گیا۔ نہ یہ جنگ ہماری ہے نہ ہی یہ آپریشن ہمارا ہے۔ فوج اس آپریشن کے ذریعے ملک وقوم کی کوئی خدمت نہیں کر رہی۔ پاکستان اسلام کے نام پر نہ بھی بنا ہوتا تو بھی مسلمانوں کے لیے لازم تھا کہ وہ اللہ کی شریعت کے مطابق اپنا نظام چلاتے۔ یہ بحث بے معنی ہے کہ 11 اگست کی تقریر میں قائداعظم نے کیا کہا تھا۔ آج کہا جا رہا ہے کہ دعوت کے ذریعے انقلاب آ سکتا ہے نہ انتخابات کے ذریعے؟ کیا بلٹ کے ذریعے شریعت نافذ ہو سکتی ہے؟ بلٹ کے آپشن کو دشمنانِ اسلام اپنے حق میں استعمال کر رہے ہیں۔ مولانا مودودی کے مطابق ایک گج

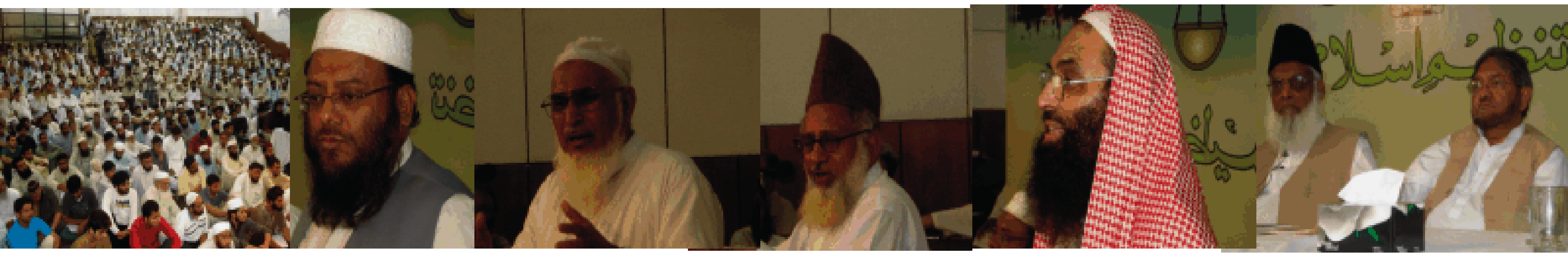

قرآن آڈیٹوریم لاہور میں منعقدہ سیمینار سے حافظ عاکف سعید، مولانا زاہد الراشدی، ڈاکٹر سرفراز نعیمی، جناب احمد جاوید، حافظ عبدالرحمٰن مدنی خطاب کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر فرید احمد پراچہ اور ڈاکٹر اسرار احمد سٹیج پر تشریف فرما ہیں۔

انقلاب عوامی تحریک کے ذریعے ہی برپا ہوسکتا ہے۔ جلد بازی یا مصنوعی طریقے سے جو انقلاب آئے گا وہ پائیدار نہیں ہوگا۔ پاکستان میں نفاذِ شریعت کے لیے ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم لوگوں کو بڑے پیمانے پر دین کی طرف راغب کریں۔ تطہیرِ افکار اور تعمیرِ افکار کے لیے کاوش کریں۔ الحمدللہ اس سمت میں کام بڑی خوش اسلوبی سے جاری و ساری ہے۔ رائے عامہ کی تبدیلی کے بعد جماعت اسلامی انقلاب کے لیے جمہوری اور آئینی راستے کو اختیار کرے گی۔ پاکستان کے آئین میں اسلامی دفعات موجود ہیں۔ اگر تمام دینی قوتیں اگر ان دفعات پر عملدرآمد کے لیے متحد ہو جائیں تو اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کو عملی شکل دے کر ملک میں نفاذِ شریعت کی منزل کی جا سکتی ہے۔ آج ہمیں تبصرہ نگاری اور خاموش تماشائی بننے کے بجائے ملک میں نفاذِ شریعت کے لیے مشترکہ لائحہ عمل اختیار کرنا چاہیے اور اپنے اصل دشمن کو پہچاننا چاہیے۔ دشمن ہمیں مختلف متنازعہ بحثوں میں اُلجھا کر اصل مقصد سے دور کرنا چاہتا ہے۔

جناب احمد جاوید، مذہبی سکالر

معروف مذہبی سکالر جناب احمد جاوید نے کہا کہ نفاذِ اسلام کا مقصد بندگی کی حقیقت کو بیان کرنا ہے۔ دین کی تمام تر روح حضورؐ کے مزاج میں رنگ جانے کا نام ہے۔ نفاذِ شریعت کا مطلب نظامِ بندگی کو تمام شعبوں پر غالب کرنا ہے۔ یہ ہماری سب سے بڑی ذمہ داری ہے۔ نفاذِ شریعت کے لیے جارحانہ طرزِ عمل مزاجِ نبوتؐ سے مطابقت نہیں رکھتا۔ سوات میں Modern Militancy جاری ہے۔ اسلام جارحانہ جذبہ سے نہیں بلکہ رقتِ قلبی سے نافذ ہوگا۔ جس کی ذہانت مسخ اور اخلاق پست ہوں وہ دین سے مخلص نہیں ہوسکتا۔ اللہ کی احکامات کی حفاظت ریاست کی ذمہ داری ہے۔ جمہوریت دینی اقدار کو ختم کرنے والی شے ہے۔ جمہوریت سے نظریاتی امیدیں قائم کر لینا خطرناک ہے۔ آج کی ضرورت ہے کہ نفاذِ شریعت کے لیے تمام معروف ذرائع کے ضرر کو ختم کر کے انہیں استعمال میں لایا جائے۔

حافظ عبدالرحمٰن مدنی، مدیر اعلیٰ جامعہ لاہور اسلامیہ

حافظ عبدالرحمٰن مدنی نے کہا کہ شریعت نبی اکرمؐ نے نافذ کی۔ اس کو کوئی معطل نہیں کر سکتا۔ وہ اب قیامت تک جاری و ساری اور نافذ ہے۔ جو شریعت پر عمل نہ کرے وہ اللہ اور اس کے رسولؐ کا باغی ہے۔ صوفی محمد صاحب نے سوات میں کسی پر جبر نہیں کیا۔ ان کی تحریک پُرامن اور جبر سے پاک تھی۔ صوفی محمد کا مطالبہ تھا کہ جن علاقوں میں قیامِ پاکستان سے پہلے شریعت سے ہم آہنگ جو نظام تھا نہ صرف اُسے بحال کیا جائے بلکہ اس میں مزید بہتری لا کر اسے دین سے قریب تر کیا جائے۔ پاکستان میں امریکی طالبان دہشت گردی کر رہے ہیں اور وہ پاکستانی طالبان کی آڑ میں انتشار پھیلا رہے ہیں۔ صوفی محمد امریکی طالبان پر قابو پانے کے لیے پاکستانی طالبان کو بھی غیر مسلح کرنا چاہتے تھے۔ لیکن امریکہ کو یہ راستہ پسند نہیں تھا۔ لہٰذا حکومت نے امریکہ کی خوشنودی کے لیے صوفی محمد سے معاہدہ کر کے اس کی خلاف ورزی کی۔ اب حکومت نے امریکی ایجنڈے کو پورا کرنے کے لیے فوجی آپریشن شروع کیا۔ پاکستان میں اسلامی نظام کے لیے ملک گیر تحریک کی ضرورت ہے۔ اگر ہم امریکہ، بھارت اور اسرائیل کی غلامی ترک کر کے قیامِ پاکستان کے وقت کیے گئے نفاذِ شریعت کے وعدے کو پورا نہیں کریں گے تو اللہ کے غضب کا شکار ہوں گے۔

ڈاکٹر سرفراز نعیمی، مہتمم جامعہ نعیمیہ، لاہور

ڈاکٹر سرفراز نعیمی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن و سنت پر عمل پیرا ہونا انسانیت کے لیے فلاح و کامیابی کا راستہ ہے۔ شریعت کے نفاذ کے لیے ضروری ہے کہ پہلے تبلیغی اور دعوتی انداز اختیار کیا جائے تاکہ لوگوں کے اذہان تیار کیے جا سکیں۔ جب طاقت و قوت حاصل ہو جائے تو نفاذِ شریعت کے لیے جدوجہد کی جائے۔ شریعت نافذ کرنے کے لیے آج ضرورت ہے کہ تمام دینی قوتیں ایک پلیٹ فارم پر جمع ہوں۔ جب تک تمام دینی، سیاسی جماعتیں متحد نہیں ہوں گی، ان کا یہ طرزِ عمل خود پاکستان میں نفاذِ شریعت کی راہ میں رکاوٹ ہوگا۔

مولانا زاہد الراشدی، سرپرست شریعہ اکیڈمی

مولانا زاہد الراشدی نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ قرآن و سنت کے اوامر و نواہی دراصل شریعت ہیں۔ دوسرا سستا اور فوری انصاف صرف شرعی عدالتوں سے ممکن ہے نفاذِ اسلام کے علاوہ کوئی آپشن نہیں۔ پاکستان میں نفاذِ شریعت کے لیے قراردادِ مقاصد، علماء کے 22 متفقہ نکات، 1973ء کے آئین کی اسلامی دفعات اور اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات کی روشنی میں عملی پیش رفت ممکن ہے۔ قیامِ پاکستان کے وقت ہم نے یہاں اللہ کا دین قائم کرنے کا وعدہ کیا تھا۔ پاکستان ایک مسلم ریاست ہے۔ یہاں نفاذِ اسلام کے لیے مسلح جدوجہد جائز نہیں۔ جن لوگوں نے ایک طبقے کو تشدد پر اکسایا وہ اُن سے بھی بڑے مجرم ہیں اور انہیں اپنا طرزِ عمل بدلنا چاہیے۔ پاکستان میں زیادہ تر خرابیوں کی ذمہ دار اسٹیبلشمنٹ ہے۔

ڈاکٹر اسرار احمد، بانی تنظیم اسلامی

پروگرام کے اختتام سے قبل بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد نے صدارتی خطبہ ارشاد فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ شریعت نام ہے کتاب و سنت کا۔ کتاب و سنت میں کسی کو کوئی اختلاف نہیں۔ کچھ لوگوں کا یہ کہنا کہ سنت اپنے وقت کے لیے تھی، بہت بڑی گمراہی ہے۔ انہوں نے کہا جب تک شریعت نافذ نہیں ہوتی، ہم شریعت کے جزوی حصے پر عمل پیرا ہیں۔ قرآن کی رُو سے شریعت کے ایک حصے پر عمل کرنا اور دوسرے کو چھوڑ دینا دنیا کی زندگی میں ذلت اور آخرت میں شدید عذاب کا باعث بنے گا۔ پاکستان نہ بھی بنتا تو بحیثیت مسلمان ہمارا فرض تھا کہ ہم دین کے قیام کے لیے جدوجہد کرتے۔ انہوں نے کہا کہ پاکستان میں شریعت نافذ نہ ہوئی تو ملک قائم نہیں رہ سکے گا۔ ہماری بقاء کا واحد راستہ یہ ہے کہ ملک میں نفاذِ اسلام کے لیے جدوجہد کریں۔ پاکستان کے اصل دشمن امریکہ، بھارت اور اسرائیل ہیں۔ امریکہ پاکستان کو غیر مستحکم کر کے یہاں اپنی فوجیں داخل کرنا چاہتا ہے، تاکہ پاکستان کو ایٹمی صلاحیت سے محروم کیا جا سکے۔ انہوں نے کہا کہ لال مسجد اور مالاکنڈ میں جو ظلم برپا کیا گیا موجودہ صورتحال اسی کا ردِعمل ہے۔ طالبان کا نفاذِ شریعت کے علاوہ اصل جذبہ امریکہ دشمنی ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی زمین پر غیر اللہ کی حاکمیت سے بڑا کفر کوئی نہیں ہے۔ پاکستان میں نفاذِ شریعت کے لیے علماء ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو جائیں اور حکومت سے مطالبہ کیا جائے کہ قرآن و سنت کے مطابق قوانین وضع کریں۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی سفارشات پر عمل درآمد کو یقینی بنایا جائے۔ شریعت کورٹ سے پابندیاں ختم کر کے اس کے ججوں کو ہائیکورٹ کے ججز کے برابر رتبہ دیا جائے۔ اگر علماء یہ مقاصد پیشِ نظر رکھ کر ایک پلیٹ فارم سے جدوجہد کا آغاز کریں تو ملک میں اسلامی نظام قائم ہوسکتا ہے۔

نمازِ ظہر سے قبل اجتماعی دعا پر یہ پروگرام اختتام پذیر ہوا۔ بجلی کی بار بار بندش کے باوجود عوام کے جمِ غفیر کا پورے ذوق و شوق سے پروگرام کے آخر تک ہال میں موجود رہنا اور ملک میں نفاذِ شریعت کے حوالے سے علماء کرام سے راہنمائی حاصل کرنا ان کی دین سے دلی محبت رکھنے کا ثبوت ہے۔

علم نجوم اور غیب کی خبریں

حافظ محمد مشتاق ربانی

علوم عقلیہ (Rational Sciences) کی ایک قسم علم ہیئت (Astronomy) ہے جس میں اجرام فلکی، زمین اور اس کی گردش وغیرہ سے بحث کی جاتی ہے۔ مقدمہ ابن خلدون (435/3) میں علم ہیئت کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ اس میں افلاک کی شکلوں کی تعیین ان کے اوضاع کی تشخیص اور ہر گردش کرنے والے تارے کے لیے اس کا فلک معلوم کیا جاتا ہے، جن کی پہچان مختلف آسمانی حرکات سے ہوتی ہے، جو مشاہدہ میں آتی رہتی ہیں اور ان کے رجوع، ٹھہر جانے آگے آنے اور پیچھے جانے سے بھی ہوتی ہے۔"

علم نجوم (Astrology) علم ہیئت ہی کی شاخ ہے، جس کے بارے میں لوگوں کا عام خیال ہے کہ اس سے مستقبل میں پیش آنے والے واقعات پہلے ہی معلوم ہو جاتے ہیں کیونکہ اوضاع فلکیہ و کوکبیہ حوادثات پر دلالت کرتے ہیں۔ حالانکہ علم نجوم کا اصل مقصد کشتیوں، بحری جہازوں اور قافلوں کو سمتیں اور راستوں کے بارے میں راہنمائی کرنا ہے جس سے ماضی میں لوگ سفر کے دوران مدد لیتے تھے۔ لیکن اس دور میں بھی جب بہت سی چیزیں اور سائنسی آلات موجود ہیں، بعض لوگ ان ستاروں کی مدد سے رات کے مختلف حصوں کا درست اندازہ لگا لیتے ہیں۔ گویا وہ ان سے گھڑیوں کا کام بھی لیتے ہیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَهُوَ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ النُّجُومَ لِتَهْتَدُوا بِهَا فِي ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ﴾ (الانعام:97)

"اور وہی ہے (اللہ) جس نے تمہارے لیے یہ ستارے بنائے تاکہ تم ان سے خشکی اور تری کی تاریکیوں میں راہنمائی حاصل کرو۔"

موجودہ دور میں اگرچہ سائنسی اکتشافات کی وجہ سے وسائل بدل گئے ہیں، لیکن پھر بھی انسان ان ستاروں کی راہنمائی سے مستغنی نہیں ہو سکتا۔ سید قطبؒ "فی ظلال القرآن" میں لکھتے ہیں: "صحراؤں اور سمندروں کی دوریوں میں انسان ہمیشہ ستاروں کے ذریعے راستہ معلوم کرتا آیا ہے اور آج بھی وہی نظام ہے۔ اصول وہی ہیں اگرچہ دور جدید کے اکتشافات کی وجہ سے وسائل بدل گئے ہیں۔ سمندری سفر کے لیے جدید آلات تیار ہو گئے ہیں لیکن اصل الاصول یہی ہے۔ ان سفروں میں قطب شمالی اور ستاروں سے ہدایت لی جاتی ہے۔ "ظلمت البر والبحر" میں حسی اور حقیقی اندھیرا بھی شامل ہے اور فکری اور تصوراتی اندھیرا بھی۔ لہٰذا نص قرآنی جس طرح آج سے صدیوں پہلے بامقصد تھی اسی طرح آج بھی بامقصد اور بامصداق ہے۔ آج کی بحری زندگی بھی اسی اصول کے مطابق ہے۔ آج بھی قرآن انسانوں سے اسی طرح مخاطب ہے جس طرح آج سے پہلے تھا، حالانکہ آج کے دور میں انسانی انفس اور آفاق میں اللہ نے انسان کو وسیع علم سے نوازا ہے، لیکن آج بھی ہماری بحری سفری زندگی اسی آیت کی مصداق ہے۔"

ستاروں سے عرب مختلف ملکوں کی سمتیں پہچاننے میں مدد لیتے تھے۔ سید سلیمان ندوی اپنی کتاب "عربوں کی جہاز رانی" (ص:144) میں لکھتے ہیں: "عرب کا ملک ریگستانی و سنگستانی ہے۔ گرمیوں کی شدت اور باد سموم کی لپٹ کی وجہ سے وہ راتوں کو اپنا سفر طے کرتے تھے، جبکہ ستاروں کے سوا کوئی ان کا رفیق سفر نہیں تھا۔ ریگستانی ملک ہونے کے سبب سے فضا بھی صاف رہتی تھی۔ اس بے نام و نشان صحرا میں ان کو سمت کا نشان آسمانی ستاروں سے ملتا تھا۔ اسلام کے پہلے سے وہ ستاروں کا نام ملکوں کے انتساب سے لیتے تھے جیسے سہیل یمانی، شعری شامیہ۔"

قرآن حکیم کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ علم نجوم کا مقصد راستوں اور سمتوں کے بارے میں راہنمائی کرنا ہے، لیکن بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ علم نجوم غیب کی باتیں جاننے کے لیے ہے اور نجومی فلکی اوضاع اور عناصر میں تاروں کے اثرات سے غیب کی باتیں معلوم کر لیتے ہیں، حالانکہ نجومی غیب سے قطعی ناواقف ہوتے ہیں۔ وہ جو کچھ بتاتے ہیں وہ محض ان کے اندازے ہوتے ہیں جو تاروں کے فرضی اثرات پر مبنی ہوتے ہیں۔ ان کے اندازے بعض اوقات درست بھی ہو جاتے ہیں۔ ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے، وہ فرماتی ہیں کہ: میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا: یا رسول اللہ ﷺ: بعض باتیں ہم سے نجومی کہتے ہیں اور وہ سچ نکلتی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ سچ بات جن اچک لیتا ہے اور اپنے دوست کے کان میں ڈال دیتا ہے اور سو جھوٹ اس میں بڑھا دیتا ہے۔"

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نجومیوں اور کاہنوں کی پیشگوئیوں کو خاطر میں نہ لاتے تھے۔ تفسیر قرطبی میں سورۃ الجن کی آیت 27 کے حاشیہ میں درج ہے کہ امیر المومنین حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بن ابی طالب نے جب جنگ نہروان (جو خوارج کے خلاف لڑی گئی) کے لیے کوچ کا حکم دیا تو مسافر بن عوف نے عرض کیا: یا امیر المومنین! آپ اس گھڑی کوچ نہ فرمائیں بلکہ دن کی تین گھڑیاں گزر جائیں تو اس وقت کوچ فرمائیں۔ حضرت علیؓ نے پوچھا: کیوں؟ جواب دیا: آپ اگر اس وقت کوچ کریں گے تو آپ کو اور آپ کے ہمراہیوں کو تکلیف و مصیبت سے واسطہ پڑے گا اور سخت نقصان پہنچے گا اور اگر آپ میری تجویز کردہ گھڑی پر کوچ کریں گے تو آپ کو فتح نصیب ہوگی اور آپ کی تمنا پوری ہوگی۔ یہ سن کر حضرت علیؓ نے فرمایا: حضرت محمد ﷺ نجومی نہیں تھے اور نہ ہی آپ ﷺ کے بعد ہم میں سے کوئی نجومی ہے۔ جس کسی نے تمہاری بات کو جانا، میں اسے ان لوگوں میں شمار کروں گا جو اللہ کو چھوڑ کر اوروں کو کارساز سمجھ لیتے ہیں۔ اے اللہ! تیری فال کے سوا کوئی فال نہیں اور تیری خیر کے سوا کوئی خیر نہیں۔ پھر آپؓ نے مسافر بن عوف سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ہم تجھے جھوٹا سمجھتے ہیں، تیرے مشورے کے خلاف چلتے ہیں اور ہم اسی وقت روانہ ہوں گے جس وقت چلنے سے تو ہمیں روکنے کا کہہ رہا ہے۔ اس کے بعد حضرت علیؓ نے اپنے لشکریوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: اے لوگو! علم نجوم مت سیکھو، ہاں صرف اتنا سیکھو جس سے تم خشکی اور سمندر کی تاریکیوں میں راستہ تلاش کر سکو۔ یاد رکھو، نجومی جادوگر کی مانند ہے اور جادوگر کافر کی مانند جہنم کی آگ میں ہو گا۔

اے مسافر بن عوف! اللہ کی قسم! اگر مجھے یہ اطلاع ملی کہ تو ستاروں میں دلچسپی لے رہا ہے اور پھر نجومیوں کی طرح کام کر رہا ہے تو میں تجھے قید میں رکھوں گا جب تک تو زندہ ہے اور میں زندہ ہوں۔ میں اپنے اختیارات سے کام لے کر تجھے تمام عطیات سے بھی محروم رکھوں گا۔

خطاب کے بعد حضرت علیؓ نے اسی وقت کوچ کیا جس وقت کوچ نہ کرنے کا آپ کو مشورہ دیا گیا تھا۔ دشمنوں سے مقابلہ کیا اور انہیں تہس نہس کر دیا۔ لڑائی کے بعد آپؓ نے اہل لشکر سے فرمایا: "اے لوگو! اللہ پر توکل کرو اور اس پر بھروسہ کرو۔ اللہ دوسروں کے مقابلہ میں تمہارے لیے کافی ہوگا۔"

اس واقعہ سے آپ اندازہ لگائیں کہ حضرت علی ؓ ان نجومیوں کی پیشگوئیوں کا کس قدر انکار کرنے والے تھے لیکن مقام حیرت ہے کہ لوگ علم جفر (ایسا علم جس سے غیب کا حال بتایا جاتا ہے) کو حضرت جعفر صادق ؒ کی طرف منسوب کرتے ہیں، جو اپنے آباؤ اجداد کے نقش قدم پر چلنے والے تھے، اور لمحہ بھر بھی اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل رہنے والے نہ تھے۔

حضرت علی ؓ کے واقعہ کے مشابہ ایک واقعہ عباسی خلیفہ معتصم باللہ کا بھی ہے جس کا ذکر امام سیوطیؒ کی کتاب "تاریخ الخلفاء" میں ہے۔ جب معتصم باللہ نے عموریہ پر چڑھائی کا فیصلہ کیا تو نجومیوں نے اس وقت کوچ کرنے کی مخالفت کی کہ یہ گھڑی نحس ہے، سعد نہیں ہے۔ مگر خلیفہ نے نجومیوں کی بات کی پروا کیے بغیر اسی وقت روانگی کا حکم دیا، لشکر کی قیادت کی اور عموریہ فتح کیا۔ اس موقع پر (شاعر) ابوتمام نے ان پیشگوئیوں کرنے والے نجومیوں کے بارے میں کہا:

اَلسَّیْفُ اَصْدَقُ اَنْبَاءً مِنَ الْکُتُبِ
فِیْ حَدِّہِ الْحَدُّ بَیْنَ الْجِدِّ وَاللعبِ
وَالْعِلْمُ فِیْ شُهُبِ الْاَرْمَاحِ لَامِعَةً
بَیْنَ الْخَمِیْسَیْنِ لَا فِی السَّبْعَةِ الشُّهُبِ
اَیْنَ الرِّوَایَةُ اَمْ اَیْنَ النُّجُوْمُ وَمَا
صَاغُوْهُ مِنْ زُخْرُفٍ فِیْهَا وَمِنْ کَذِبِ
تَخَرُّصًا وَاَحَادِیْثًا مُلَفَّقَةً
لَیْسَتْ بِمَعْجَمٍ اِذَا عُدَّتْ وَلَا عَرَبِ

1۔ "تلوار کتابوں سے زیادہ سچی خبر دینے والی ہے۔ اس کی تیزی ہنسی اور حقیقی بات میں فرق کر دیتی ہے۔ 2۔ علم نیزوں کے ستاروں (یعنی لوگوں) میں چمک رہا ہے۔ وہ بھی سعد سیارہ میں نہیں، بلکہ لشکر میں۔ 3۔ وہ روایت کہاں گئی اور ستارے کہاں گئے اور وہ فضول بکواس جو انہوں نے گھڑی تھی اسے کیا ہوا۔ 4۔ اور اٹکل پچو باتیں کہاں گئیں جو نہ عجم میں شمار ہوتی ہیں اور نہ عرب میں۔"

بعض مسلمان خلفاء ایسے بھی تھے جو نجومیوں کی باتوں پر بہت اعتماد رکھتے تھے۔ مشہور ہے کہ ابو جعفر منصور نے بغداد شہر کی بنیاد تب رکھی، جب اس کے عہد کے منجم "ابو سہل بن نوبخت" نے اسے ستارہ شناسی کی روشنی میں یقین دہانی کرائی کہ اس کی بنیاد رکھنی بہتر ثابت ہوگی۔ حالانکہ نجومی کی بات کی پروا کیے بغیر شہر کی بنیاد رکھنے میں کیا حرج تھا۔ اس نجومی کی بات متقاضی ہے کہ بغداد ہمیشہ کے لیے محفوظ رہتا، لیکن دشمن کے ہاتھوں وہ کئی مرتبہ اجڑا اور اب بھی بغداد دشمنوں کے نرغے میں ہے۔

مقام افسوس ہے کہ وہ ستارے جنہیں اللہ تعالیٰ نے آسمان دنیا کے لیے بطور زینت اور شیاطین کو مارنے کا آلہ بنایا (بحوالہ، سورۃ الملک: 5) انہیں کبھی تو انسان پوجتا ہے اور کبھی انہیں غیب کی خبروں کا ذریعہ سمجھتا ہے، حالانکہ وہ جہازوں، کشتیوں اور مسافروں کو منزل کی طرف راہنمائی کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں ستاروں کی اس خدمت کو بطور نعمت پیش کیا۔ مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ ضعیف الاعتقادی سے نکلیں، اللہ عالم الغیب پر پختہ ایمان رکھیں اور علم نجوم کا جو اصل مقصد ہے، اسے سمجھیں۔

پریس ریلیز

9 جون 2009ء

صوفی محمد اور اُن کے ساتھیوں کو رہا کیا جائے اور فوجی آپریشن فی الفور ختم کر کے معاہدے کے مطابق نظام عدل ریگولیشن نافذ کیا جائے

تنظیم اسلامی کی قرارداد میں حکومت سے مطالبہ

تنظیم اسلامی پاکستان کی عاملہ کا اجلاس تنظیم کے مرکز گڑھی شاہو لاہور میں امیر تنظیم اسلامی حافظ عاکف سعید کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں ایک قرارداد کے ذریعے حکومت سے مطالبہ کیا گیا کہ

1- مالاکنڈ ڈویژن میں جاری فوجی آپریشن فوری طور پر بند کیا جائے اور معاہدہ کے مطابق نظام عدل ریگولیشن کا نفاذ کیا جائے، تحریک نفاذ شریعت کے سربراہ صوفی محمد اور اُن کے دیگر ساتھیوں کو رہا کیا جائے۔ سوات کے مخلص محب وطن عناصر کے ساتھ مل کر ملک دشمن عناصر کی بیخ کنی کی جائے۔

2- دہشت گردی کے خلاف نام نہاد عالمی جنگ سے خود کو فوری طور پر الگ کیا جائے اور ملکی معاملات میں امریکی مداخلت کو مکمل طور پر ختم کیا جائے۔

3- آئی ڈی پیز کو ملنے والی ملکی اور غیر ملکی امداد اُن تک بلا تاخیر پہنچائی جائے اور اُن کو تمام بنیادی ضروریات فراہم کی جائیں اور اُن کی جلد از جلد اپنے گھروں کو واپسی کا انتظام کیا جاوے۔ اُنہیں اپنے مکانات کی تعمیر اور کاروبار کی بحالی کے حوالہ سے معقول معاوضہ ادا کیا جائے۔

4- آئین کے مطابق کل پاکستان میں اسلام نافذ کیا جائے اور قرآن وسنت کی بالادستی کو ہر سطح پر عملاً قائم کیا جائے۔

5- کراچی میں ہونے والی ٹارگٹ کلنگ کی انکوائری ایک عدالتی کمیشن کے ذریعے کروائی جائے اور قتل وغارت کے مرتکب مجرموں کو عبرت ناک سزائیں دی جائیں اور اس کے تدارک کے لئے مستقل بنیادوں پر انتظام کیا جائے۔

6- بلوچستان کے مسئلہ کو طاقت کی بجائے مذاکرات اور مفاہمت کے جذبہ سے حل کیا جاوے اور ٹارگٹ کلنگ کے سلسلہ کو ختم کیا جائے۔

جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر واشاعت

پاکستان کی دینی قوتوں کے نام ایک اہم پیغام

محمد نذیر یٰسین

ان دنوں بعض مساجد میں مولانا تقی عثمانی صاحب کے حوالے سے ایک پمفلٹ تقسیم کیا جارہا ہے کہ اُن کے کسی بزرگ کو حال ہی میں خواب میں نبی کریم ﷺ کی زیارت نصیب ہوئی ہے اور آپ ﷺ نے اُس محترم بزرگ سے ارشاد فرمایا ہے کہ اس ملک (پاکستان) پر عذاب آنے کا اندیشہ ہے۔اُن کے بقول آپ ﷺ نے اس عذاب سے نکلنے کا راستہ اور علاج بھی تجویز کیا ہے کہ اور وہ یہ ہے کہ پاکستانی قوم سورۃ الانبیاء آیت 87 اور سورۃ الشمس کی بکثرت تلاوت کرے۔

اس خواب کے مبنی بر حقیقت ہونے کی بحث سے قطع نظر یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستانی قوم ایک عرصہ سے بحیثیت مجموعی عذاب الٰہی کی گرفت میں آچکی ہے۔عذاب الٰہی کے متعلق ہمارے ہاں عمومی خیال یہی ہے کہ اس سے مراد ارضی یا سماوی آفات وبلیات ہیں۔تاہم ان دو صورتوں کے ساتھ ساتھ عذاب الٰہی کی ایک اور قسم بھی قرآن حکیم کی سورۃ الانعام آیت 65 میں بیان کی گئی ہے۔عذاب الٰہی کی اس قسم کو کسی قوم کے "انتشار، خلفشار یا نفاق باہمی" کا نام دیا جاسکتا ہے۔صوبہ سرحد، بلوچستان اور کراچی کے موجودہ حالات سے تو صاف ظاہر ہے کہ ہم عذاب الٰہی کی اس قسم سے دوچار ہو بھی چکے ہیں۔ جہاں تک دیگر اقسام کے عذاب کا تعلق ہے تو ان میں سے ایک یعنی ارضی آفت کا مشاہدہ بھی ہم 2005ء کے ہولناک زلزلے کی صورت میں کر چکے ہیں۔ مذکورہ بالا خواب کی رو سے آئندہ آنے والا عذاب شاید اب سماوی نوعیت کا ہو۔واللہ اعلم بالصواب جہاں تک آنحضور ﷺ سے منسوب خواب میں بتائے گئے قرآنی وظائف کا تعلق ہے تو یہ بھی قابل توجہ دکھائی دیتے ہیں۔ان وظائف میں بیان کیے گئے قرآنی حقائق کو سمجھنا ضروری ہے کہ قرآن حکیم کا حقیقی مقصد نزول لوگوں کی ہدایت ورہنمائی ہی ہے۔

سورۃ الشمس اور آیت کریمہ (سورۃ الانبیاء: 87) دونوں کے پس منظر پر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان کا تعلق دو مختلف اقوام سے جڑتا ہے۔ان میں سے ایک قوم (قوم ثمود) وہ تھی جو عذاب الٰہی کا شکار ہو کر مکمل تباہی و بربادی سے دوچار ہوئی اور ہمیشہ کے لئے نشان عبرت بن گئی جبکہ دوسری قوم (قوم یونسؑ) وہ تھی جس نے عذاب الٰہی آنے سے پہلے پہلے اللہ کے حضور توبہ کر لی اور اس طرح غضب الٰہی کا نشانہ بننے سے بال بال بچ گئی۔اس تناظر میں بے حد ضروری ہے کہ ہم نہ صرف قوم ثمود کی ہلاکت و بربادی کے اسباب پر غور کریں بلکہ حضرت یونسؑ کی قوم کے عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کی وجہ بھی معلوم کریں۔

قوم ثمود کی ہلاکت کی بنیادی وجہ اپنی طرف مبعوث ہونے والے رسول یعنی حضرت صالحؑ کی تکذیب یعنی اُن کی نبوت و رسالت کو تسلیم نہ کرنا بیان کیا گیا ہے۔اُن کی اس تکذیب کی اصل وجہ اُن کے نفسوں کی سرکشی تھی۔نفس کی سرکشی سے مراد نفس کا اُس سلامتی طبع سے محروم ہوجانا ہے جو اسے عدل وتوازن پر قائم رکھتی ہے۔سلامتی طبع سے محرومی اور فطرت انسانی کے مسخ ہوجانے کی وجہ تکبر، تعصب، حسد، بغض، کینہ، حب جاہ، حب مال اور دیگر جبلی وحیوانی خواہشات ہیں جو نفس انسانی پر حاوی ہو کر اسے عدل و توازن کے رستے سے ہٹا دیتی ہیں۔سورۃ الشمس کے آغاز میں اللہ تعالیٰ نے سورج، چاند، دن، رات، آسمان، زمین اور نفس انسانی کی قسمیں کھائی ہیں، جن کا مقصود یہ حقیقت باور کرانا ہے کہ کائنات کا یہ سارا نظام ایک مکمل و مربوط نظام عدل وتوازن کے تحت ہی چل رہا ہے۔صرف یہی نہیں بلکہ ذات باری تعالیٰ نے اپنی تخلیق کے شاہکار حضرت انسان کے نفس کا بھی مکمل تسویہ کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اُسے اچھائی اور برائی کا مکمل شعور ودیعت کیا گیا ہے۔خیر و شر میں تمیز کی اس صلاحیت کی بناء پر ہی ایک انسان دوسرے انسان کے ساتھ معاملات طے کرتا ہے اور یہی صلاحیت اُسے ایمان بالآخرت کے عقیدے یعنی روز جزا وسزا کی اہمیت وافادیت کو تسلیم کرنے پر مجبور کرتی ہے۔ہر انسان جانتا ہے اور چاہتا ہے کہ اچھائی کا بدلہ اچھائی اور برائی کا بدلہ برائی کی صورت میں ہی نکلنا چاہیے۔مگر اکثر و بیشتر ہوتا یہ ہے کہ انسان اپنے نفس کی سرکشی وبغاوت کی بناء پر ظلم وناانصافی کا مرتکب ہوجاتا ہے۔

نفس انسانی کو سرکشی سے باز رکھنے والی واحد شے بے لاگ اور کڑے محاسبے کا خوف ہے۔اصل محاسبہ اگرچہ آخرت میں ہوگا،تاہم اس دنیا میں امن وآشتی کی فضا برقرار رکھنے کے لئے دنیاوی محاسبے کے نظام کی اہمیت بھی مسلمہ ہے۔جس قدر کسی معاشرے کا نظام احتساب مضبوط اور بے لاگ ہوگا، اُتنا ہی وہ معاشرہ فلاحی اور صحت مند ہوگا۔جیسے جیسے کسی معاشرے کا احتسابی نظام (بالخصوص اُس کے اشرافیہ کے حوالے سے) کمزور ہوتا جاتا ہے، ویسے ویسے وہ معاشرہ مختلف مسائل وپیچیدگیوں کا شکار ہوتا چلا جاتا ہے۔جس طرح کسی معاشرہ کی معیشت اُس کے امن وامان کے سے وابستہ ہوتی ہے، اسی طرح امن وامان کے مسئلے کا عدل وانصاف کی فراہمی کے ساتھ بھی بہت گہرا اور اٹوٹ رشتہ ہے۔جس نسبت سے کسی معاشرہ میں عدل وانصاف عنقا ہوتا جاتا ہے اور ظلم و ناانصافی بڑھتی جاتی ہے، اسی نسبت سے اُس معاشرہ میں بدامنی اور بے اطمینانی بھی بڑھتی جاتی ہے۔بالکل سچ کہا ہے کسی شاعر نے کہ "ظلم رہے اور امن بھی ہو، کیا ممکن ہے، تم ہی کہو۔"

یہ بھی ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ظلم جب حد سے بڑھتا ہے تو مٹ جاتا ہے۔لیکن ظلم خود بخود نہیں مٹتا بلکہ یہ ظلم کے خلاف جدوجہد کرنے والی قوتوں کی قربانیوں کے نتیجہ میں ختم ہوا کرتا ہے۔حکمرانوں کے ظلم و جور کے خلاف علم بغاوت کرنے والی مختلف قوتیں جب باہم منظم و متحد ہوجایا کرتی ہیں تو ایک کامیاب انقلاب برپا ہوجایا کرتا ہے اور اس انقلاب کی قیادت کرنے والا شخص اُس قوم کا مسیحا یا نجات دہندہ کہلایا کرتا ہے۔قرآن حکیم (سورۃ الحدید آیت:25) میں رسولوں کی بعثت کا مقصد بھی ظلم کے خلاف کامیاب جہاد اور نظام عدل وقسط کا قیام قرار دیا گیا ہے۔اس تناظر میں اس حقیقت پر بہت کم غور کیا گیا ہے کہ کسی رسول کی بعثت اسی وقت ہوا کرتی تھی جب کوئی معاشرہ انتہائی اخلاقی زوال وانحطاط کا شکار ہوچکا ہوتا تھا۔جب کسی معاشرہ پر غلبہ پالینے والی ظالم، جبر اور ناانصافی کی علمبردار قوتوں کی سرکوبی ناگزیر ہوجایا کرتی تھی۔رسولوں کے متعلق قرآن حکیم (سورۃ المجادلۃ آیت:21) میں یہ سنت اللہ بھی بیان کی گئی ہے کہ انہیں ہر حال میں غلبہ عطا کیا جاتا تھا، خواہ یہ غلبہ اُن کے مخالفین پر عذاب الٰہی مسلط

ہونے کی صورت میں عطا ہوتا یا پھر اُن کے خلاف جنگی فتوحات کی صورت میں۔

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ نبوت و رسالت کا منصب اگرچہ ہمیشہ کے لئے ختم ہو چکا ہے، تاہم کارِ نبوت اور کارِ رسالت کی ضرورت تا قیام قیامت جاری رہے گی۔ جب تک اُمت مسلمہ دنیا میں غالب و سربلند تھی اور اسلام کا نظام حیات بھی بطور ریاستی قوانین کسی نہ کسی حد تک نافذ تھا تو ضرورت صرف اس نظام کی اصلاح و حفاظت تک محدود تھی جسے کارِ نبوت کا نام بھی دیا جاسکتا ہے۔ پچھلی اُمتوں کے انبیاء کرام اور صالحین عظام کے نقوش قدم پر چلتے ہوئے اُمت مسلمہ کے علماء و صالحین یہ ذمہ داری اس پورے عرصہ کے دوران کما حقہ ادا کرتے رہے۔ تاہم خلافت عثمانیہ کے خاتمے اور نظام اسلامی کے مکمل انہدام کے بعد اب کارِ نبوت نہیں بلکہ کارِ رسالت ادا کرنے کی ضرورت ہے اور کارِ رسالت کا مطلوب و مقصود مروجہ نظام باطل کا خاتمہ اور اسلام کے نظام عدل و قسط کا دوبارہ قیام ہوا کرتا ہے۔ پس موجودہ دور میں علمائے کرام اور خدام دین کی ذمہ داری دینی علوم کی محض تعلیم و تربیت، ترویج و اشاعت اور دعوت و تبلیغ ہی نہیں ہے بلکہ رسولوں کی طرح اسلام کے نظام عدل و قسط کو بالفعل نافذ کرنے کی انتھک جدو جہد کرنا بھی قرار پاتی ہے۔ اگرچہ ہمارے لئے حتمی فیصلہ کرنا ممکن نہیں کہ آیا اب ظلم و جور اپنے انتہائی کمال کو پہنچ چکا ہے اور اس کے خلاف کی جانے والی جدو جہد اسی طرح کامیاب و ثمر آور ثابت ہوگی جیسا کہ اللہ کے مبعوث کردہ رسولوں کی ہوا کرتی تھی، تاہم یہ بات طے ہے کہ جوں جوں ظلم و ناانصافی بڑھتی جائے گی، اس کے خلاف جہاد کی ضرورت و اہمیت میں بھی اضافہ ہوتا چلا جائے گا۔ اس تناظر میں بغیر کسی تردد کے کہا جا سکتا ہے کہ دین اللہ کی کسی بھی حوالہ سے خدمت کرنے والوں کے لئے سب سے بڑی ترجیح منہدم شدہ نظام اسلامی کی عمارت کی دوبارہ تعمیر ہونی چاہئے، تاکہ دربدر کی ٹھوکریں کھانے اور پوری دنیا میں ذلیل و رسوا ہو جانے والی یہ اُمت اس بابرکت عمارت کے سایۂ عاطفت میں پناہ لے سکے۔

جہاں تک پاکستانی قوم بالخصوص یہاں کی دینی قوتوں کا تعلق ہے تو وہ ایک عجیب و غریب مخمصے میں گرفتار ہو چکی ہیں۔ اس مخمصے کی وجہ ہمارے ملک کے آئین میں قرارداد مقاصد کی موجودگی ہے۔ اس قرارداد کی موجودگی کی بناء پر ہماری اکثر دینی جماعتیں دستور پاکستان کو اسلامی قرار دے کر مروجہ نظام جمہوریت کو اسلامی جمہوریت کا نام دیتی ہیں، اگرچہ علمائے کرام اس بات پر متفق ہیں کہ جمہوریت اپنی اصل کے لحاظ سے کفر و شرک ہے۔ دوسری طرف کچھ دیگر گروہ اور جماعتیں قرارداد مقاصد کی دستور پاکستان میں شمولیت کو سامری کے طلسم کی طرح ایک فریب نظر اور سوچا سمجھا دھوکا قرار دیتی ہیں جس کا مقصد جمہوریت کے کفر و شرک کو اسلامی لباس پہنا کر لوگوں کی آنکھوں میں دھول جھونکنا ہے۔ ہمارا آئین نہ صرف اپنی ساخت کے لحاظ سے مغربی ہے بلکہ قرارداد مقاصد کی منظوری کے بعد بھی اس میں بیشمار غیر اسلامی شقیں شامل کر دی گئی ہیں اور نظام عدل کو تو اس کے دائرہ کار سے بالکل خارج قرار دیا گیا ہے۔ ایسے میں یہ توقع رکھنا کہ سب لوگ بنا چوں چراں اسے اسلامی تسلیم کرلیں گے، خود فریبی کے سوا کچھ نہیں۔

از روئے قرآن کسی ریاست میں نظام صلوٰۃ و زکوٰۃ کا شرعی طریقہ کار کے مطابق نفاذ اور اسلام کے اوامر و نواہی کے مطابق شرعی سزاؤں کی تنفیذ، ایک اسلامی ریاست کی کم سے کم شرائط ہیں۔ (سورۃ الحج آیت:41) اس سے اس حقیقت کی طرف بھی اشارہ ملتا ہے کہ اصل اہمیت کسی ریاست کے فعل کو حاصل ہے نہ کہ اس کے قول (یعنی دستوری اعلامیہ) کو۔ اگر ریاست پاکستان از روئے قرآن بیان کی گئی اپنی دینی ذمہ داریاں ادا نہیں کرتی تو اس کے ظالمانہ نظام کے خاتمے اور اسلامی نظام کے قیام کی جدو جہد کرنے والوں پر باغی ہونے کا فتویٰ کیونکر درست قرار دیا جاسکتا ہے؟ اگر موجودہ ظالمانہ نظام کے خلاف نعرہ مستانہ لگانے والوں کے خلاف فتوے لگائے جائیں گے اور اُنہیں کچلنے میں بالواسطہ یا بلا واسطہ تعاون کیا جائے گا تو موجودہ نظام سے بیزار قوتیں مزید مضبوط ہوں گی۔

پاکستان کی اس گھمبیر داخلی صورتحال کا فوری حل یہی ہے کہ یہاں کی سیاسی و غیر سیاسی تمام دینی قوتیں متحد ہو کر نفاذ شریعت کی ایک بھرپور عوامی تحریک چلائیں اور ریاست کو قرآن حکیم میں بیان کی گئی اُن کم سے کم دینی شرائط پر عملدرآمد پر مجبور کریں جو اسے ایک واقعی اسلامی ریاست قرار دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اگر نفاذ شریعت کی یہ تحریک شروع ہو جاتی ہے اور کامیابی کے ساتھ پیش رفت کرتی ہے تو سیکولر اور دین بیزار عناصر کی طرف سے اس کا راستہ روکنے کی بھرپور کوشش ضرور کی جائے گی۔ نبی کریم ﷺ کی زیارت کے حوالے سے مذکورہ بالا خواب کی بناء پر امید کی جاسکتی ہے کہ تحریک چلانے والے تو ان شاء اللہ قوم یونسؑ کی طرح نجات پائیں گے جبکہ اس کا راستہ روکنے والے قوم ثمود کی طرح نیست و نابود ہو جائیں گے۔

کاروباری اور ملازمت پیشہ افراد (مرد حضرات) کے لیے

بنیادی دینی علوم سے آگاہی کا موقع

مرکزی انجمن خدام القرآن کے شعبۂ تدریس کے زیر اہتمام

22 جون 2009ء سے

فہم دین کورس

موڈیول۔II

کا آغاز ہو رہا ہے (ان شاء اللہ)

مضامین

☆ترجمۃ القرآن (عربی قواعد کی روشنی میں)

☆عربی گرامر: دروس اللغۃ العربیۃ (الجزء الثانی) ☆دینی موضوعات پر لیکچرز

دورانیہ: 3 ماہ ...... **اوقات تدریس**: عصر تا مغرب (سوموار تا جمعرات)

اہلیت: Module-I یا عربی گرامر کا کوئی ابتدائی کورس

داخلے کے خواہش مند حضرات

قرآن اکیڈمی 36۔کے ماڈل ٹاؤن لاہور کے استقبالیہ سے داخلہ فارم حاصل کریں اور پُر کرکے 22 جون 2009ء تک وہیں جمع کرا دیں

فون: 3-5869501، ای میل: Email:irts@tanzeem.org

نائیجیریا میں نفاذ شریعت کی تحریک

ڈاکٹر حافظ خالد محمود ترمذی

نائیجیریا براعظم افریقہ کی ایک مسلمان ریاست ہے۔ اُس کے شمال میں نائیجر، مشرق میں کیمرون، شمال مشرق میں چاڈ اور جنوب میں خلیج گنی واقع ہے۔

نائیجیریا میں اسلام کی آمد

نائیجیریا میں اسلام کی اشاعت بورنو ریاست کے ذریعے ہوئی۔ بورنو کے بادشاہ نے گیارھویں صدی میں اسلام قبول کیا۔ یہ شواہد بھی ملے ہیں کہ اس سے پہلے بھی کچھ لوگ اسلام قبول کر چکے تھے۔ ایک امکان یہ بھی ہے کہ نائیجیریا کے ساتویں صدی عیسوی سے چاڈ کے ذریعے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ روابط شروع ہو گئے تھے۔ بہرکیف بورنو کے بادشاہ کا قبول اسلام ایک انقلابی اقدام تھا۔ بادشاہ نے اپنی ریاست میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں بہت اہم کردار ادا کیا۔ جیسا کہ مقولہ ہے "الناس علی دین ملوکھم" عموماً عوام اپنے بادشاہوں کے دین کی پیروی کرتے ہیں"۔ بادشاہ کے جانشینوں نے اسلامی تعلیمات کے حصول پر زور دیا اور عوام میں انھیں عام کیا اور شمالی افریقہ کی دیگر مسلمان ریاستوں اور مشرق وسطیٰ سے روابط استوار کیے۔ ان بادشاہوں نے ادائے حج کے لئے مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے سفر کیے، وہاں عربی کی تعلیم حاصل کی اور واپسی پر اپنی ریاستوں میں مساجد تعمیر کیں اور ان میں مدارس کھولے، جہاں قرآن وحدیث اور عربی لغت وزبان کی تعلیم دی جاتی تھی۔ اس طرح ان علاقوں میں عربی زبان کی ترویج اور اسلامی تہذیب وتمدن کا اثر ونفوذ عام ہو گیا۔ عربی پہلے سرکاری زبان بنی، پھر عام بول چال کی زبان بن گئی۔ ای ایف گوتیر (E.F. Gautier) کہتا ہے: یہی عظیم لمحہ تھا کہ مشہور مسلمان سیاح ابن بطوطہ جو 1352-1353ء میں سوڈان میں وارد ہوا اور کچھ عرصہ ٹمبکٹو میں بھی رہا) نے اپنے مشہور سفرنامے میں ریاست غوبر (Gobir) اور بورنو (Borno) کا ذکر کیا ہے۔ معروف مؤرخ ابن خلدون نے اپنی مشہور عالم تاریخ میں ان ہدایا اور تحائف کا ذکر کیا ہے جو بورنو کے بادشاہ نے سلطان ترکی (خلیفہ) کو 1257ء میں بھیجے تھے۔ پھر جب مسلمانوں پر زوال آیا تو یہ ریاستیں اور ان کے حکمران نام کے مسلمان رہ گئے تھے۔

1804ء میں مشہور مصلح شیخ عثمان بن محمد فودی معروف بہ عثمان بن فودی (فودی ان کے نام کا لاحقہ بن گیا تھا جیسے مفتی یا قاضی) نے ان ریاستوں کے حکمرانوں کے خلاف جہاد کیا اور بالآخر شمالی نائیجیریا میں ایک اسلامی ریاست جو سکوٹو خلافت (Sokoto Caliphate) کے نام سے مشہور ہوئی قائم کی۔ 1817ء میں ان کی وفات کے بعد ان کے بھائی عبداللہ بن محمد فودی اور بیٹے محمد بیلو (بااللہ) اور ان کے جانشینوں نے 100 سال تک اس ریاست کو قائم رکھا۔ ایدی (Ede) شہر کے پہلے مسلمان حکمران عبیدلا گونج (Abibu Lagunju) کے عہد میں ڈکیتوں کو سرعام شریعت کے مطابق سزا دی جاتی تھی۔ اسلامی شریعت کی برکت سے جرائم کی شرح بہت کم تھی۔ خود ایک برطانوی سیاح کلیپرٹن (Clapperton) اپنے سفرنامے میں اس واشگاف حقیقت کا معترف ہے کہ محمد بیلو بن شیخ عثمان فودی کے عہد زرین (1817-1837) میں اسلامی قانون پر اس عمدگی سے عمل ہوتا تھا کہ "اگر سونے کے زیورات سے لدی پھندی ایک عورت ریاست کے ایک کونے سے تن تنہا چلتی تو وہ بلاخوف وخطر ریاست کے دوسرے کونے تک اپنے گھر بحفاظت پہنچ جاتی ہے"۔

انگریزوں کا قبضہ

1903ء میں جب فرنگیوں نے نائیجیریا پر قبضہ جمایا تو سب سے پہلے ان کے عدالتی نظام کو (British Common Law) سے بدلا (جیسے برصغیر پاک وہند میں 1857ء کے جنگ آزادی کی ناکامی کے بعد 1861ء میں یہاں کے عدالتی نظام یعنی قاضیوں کے مناصب کو سول مجسٹریٹ اور جج وغیرہ سے بدل دیا تھا)۔ اس نظام کی تبدیلی کا واحد مقصد اسلامی نظام کی جگہ فرنگی سماجی، اقتصادی اور سیاسی نظام کا قیام تھا۔ مسلمانوں کے مروجہ تعلیمی نظام کو تو اب تک کٹھ پتلی مسلمان حکمرانوں کے ذریعے بدلنے کی کوششیں جاری ہیں۔ اب انھیں دہشت گردی کے مراکز قرار دے کر لال مسجد اور جامعہ حفصہ جیسے خونین المیے بھی کرانے سے گریز نہیں کیا جاتا۔ مسلمان مسلح جوانوں کے ہاتھوں مسلمان نہتی بچیوں کا خون، یہ کیسی جواں مردی ہے؟

مزاحمت کا آغاز:

نوآبادیاتی دور میں اس ظالمانہ اور غاصبانہ دور کے خلاف جو مزاحمت شروع ہوئی اس کا آغاز پرامن احتجاج کے طور پر ہوا۔ 10 جولائی 1894ء کو چند مسلمان نوجوانوں نے ایک درخواست لاگوس کے گورنر کی خدمت میں گزاری، جس میں یہ استدعا کی گئی تھی کہ اسلامی رسم ورواج کے مطابق منعقدہ شادی یعنی نکاح کو اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولاد کو جائز تصور کیا جائے اور مسلمان مرحومین کی وراثت کو ان کی اولاد اور وارثین میں شریعت کے مطابق تقسیم کیا جائے۔ بعدازاں نصف صدی کے وقفے سے مسلم کانگریس آف نائیجیریا نے (جو 1948ء میں قائم ہوئی) نوآبادیاتی انتظامیہ کے سیکرٹری سے شکایت کی کہ نائیجیریا میں ان کی شریعت کے خلاف قوانین کا اجراء کیا گیا ہے۔

آزادی کے بعد اسلام اور سیکولرازم کی کشمکش

1960ء میں نائیجیریا کو انگریزوں کے قبضے سے آزادی ملی۔ آزادی حاصل کرنے کے بعد ملک میں شریعت کے نفاذ کا مطالبہ زور پکڑ گیا اور 70ء کی دہائی میں اس پر سیکولر اشرافیہ اور آزاد خیال حکمرانوں اور عوام کے مابین بڑی گرما گرم بحثیں ہوئیں لیکن سیکولر حکمران بیرونی اشیرباد اور مقامی عیسائیوں کی حمایت کی وجہ سے 1979ء میں سیکولر قسم کا قانون منظور کرانے میں کامیاب ہو گئے۔ اس سے ایک طرف مسلمانوں اور مقامی عیسائیوں کے درمیان اور دوسری طرف حکمرانوں اور مسلمانوں کے مابین اختلافات اور سرد جنگ کا ایک سلسلہ چل پڑا۔ یہ امر خوش آئند ہے کہ نائیجیرین خواتین کی انجمن WIN (Women in Nageria) نے بھی شریعت کے نفاذ کی بھرپور حمایت کی (برعکس اس کے پاکستان کی انجمن خواتین اپوا (APWA) کے جو بہت زیادہ آزاد خیال

ہے) اسی طرح فیڈریشن آف مسلم ویمن ایسوسی ایشن آف نائیجیریا نے بھی WIN کی حمایت کی۔ اس مطالبے کو ایران کے 1979 کے انقلاب سے بھی اخلاقی تقویت ملی ہے۔

شریعت کے نفاذ کے اس پر امن مطالبے کی مقامی عیسائیوں کے علاوہ ریاستی حکام اور حکومتوں کی مزاحمت ومخالفت کی وجہ سے اس تحریک میں تشدد کے عنصر کا در آنا فطری امر ہے۔ 14 اگست اور 20 اگست 1980ء کو احمد بیلو یونیورسٹی زاریا (Zaria) کے طلبہ رہنما ابراہیم زکی اور بائرو یونیورسٹی کانو کے سٹوڈنٹس لیڈر احمد الدین ابوبکر نے 1979 کے سیکولر آئین کو رد کر کے شریعت اسلامیہ کے نفاذ کے لئے ایک عوامی مظاہرہ کیا اور یونیورسٹی کیمپس کے باہر ایک جلوس کی قیادت کی۔ اس سے پہلے ایک سانحہ میں احمد وبیلو یونیورسٹی کے مسلمان اور عیسائی طلبہ کے درمیان تصادم میں چھ طلبہ جان سے ہاتھ دھو بیٹھے تھے۔

زمفارا میں شریعت پینل کوڈ کا اجراء

2000ء میں شریعت کے نفاذ کیلئے طلبہ کی قربانیاں اور سول سوسائٹی اور اسلامی تنظیموں کی مسلسل کوششیں رنگ لائیں اور شمالی نائیجیریا کی ایک ریاست زمفارا (Zamfara) کے گورنر احمد ثانی نے جمعرات 21 جنوری 2000ء نفاذ شریعت کا تاریخ ساز اعلان کیا اور ایک بل پر دستخط کیے جس کی رو سے جسم فروشی، جوابازی اور شراب نوشی اور اس کی خرید وفروخت پر پابندی عائد کر دی گئی۔ یہ قانون نمبر 10 مجریہ 27 جنوری 2000ء ریاست زمفارا کا شریعت پینل کوڈ کہلاتا ہے۔ (اللہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے گورنروں اور صدر کو بھی یہ توفیق دے۔ آمین)

شریعت پینل کوڈ کے تحت 22 مارچ 2000 کو ایک مبینہ چور کا ہاتھ کاٹا گیا۔ اس کے بعد ایک اور مبینہ چور کے ساتھ بھی یہی سلوک ہوا۔ 8 فروری 2005ء کو علماء کی کونسل نے جو شریعت کی سپریم کورٹ کا درجہ رکھتی ہے 2001ء اور 2004ء کے درمیان دی گئی قطع ید کی سزاؤں کو جو تقریباً 10 کے قریب ہیں غلط یعنی غیر قانونی قرار دیا۔ لیکن اٹارنی جنرل محمد ثانی تکوری نے پہلی دو قطع ید کی سزاؤں کو جائز قرار دیا۔ سب سے اہم بات یہ ہے کہ ہیگ کی بین الاقوامی عدالت نے بھی 2004ء میں نائیجیریا کے اس حق کو تسلیم کیا کہ وہ کوئی بھی عدالتی قانون جو وہ مناسب سمجھے لاگو کر سکتی ہے۔

زمفارا کی پیروی کرتے ہوئے 11 دیگر ریاستوں نے بھی شریعت پینل کوڈ کو بطور ریاستی قانون اپنا لیا ہے۔ اگرچہ اس کے لئے انہیں بڑا جانی و مالی نقصان اٹھانا پڑا۔ اس سلسلے میں 21 تا 23 فروری 2000ء میں ریاست قدونہ کا حادثہ فاجعہ اور بعد ازاں 20 تا 25 نومبر 2000ء کو قدونہ میں ''مس ورلڈ'' کے انتخاب کے لئے ہونے والے مقابلہ حسن کے خلاف زبردست عوامی احتجاج ہوا۔ احتجاج اور مظاہروں کی وجہ سے مقابلہ حسن تو نہیں ہوا لیکن اس کے نتیجے میں وہاں خوفناک خونین نسلی و لسانی فسادات پھوٹ پڑے، یہاں تک کہ ایک ریاست شندام (Shondam) میں تو 2004 میں ایمرجنسی لگا دی گئی تھی جو چھ مہینے تک جاری رہی۔

نائیجیریا میں طالبان:

اس سلسلہ کا قابل ذکر واقعہ 21 ستمبر 2004ء کا ہے جس میں نوجوانوں کے ایک گروہ نے جو اپنے آپ کو طالبان (طالب کی جمع) کہتے تھے اور نائیجیریا کو اسلامی ریاست بنانے کے خواہاں تھے، ریاست بورنو (Borno) کے دو پولیس سٹیشنوں پر حملہ کر کے آٹھ پولیس افسروں اور جوانوں کو مار دیا تھا۔ اس معرکے میں 29 طالبان بھی جان کی بازی ہار گئے تھے۔ تقریباً دو ہفتے بعد جمعہ 8 اکتوبر 2004ء کو انہی نوجوانوں نے بورنو اور ریاست کیمرون کی سرحد پر حملہ کر کے پولیس کے چند سپاہیوں کو یرغمال بنا لیا۔ مارچ 2005 میں بھی نوجوان ریاست یوب (Yob) میں متحرک ہو گئے۔ کہا جاتا ہے کہ غالباً یہ میدوگوری یونیورسٹی (Maidu guri) کے بیروزگار طلبہ تھے جو سارے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ یہ غربت وفلاکت نائیجیریا میں اس کے باوجود ہے کہ وہاں تیل کے کافی بڑے ذخائر دریافت ہوئے ہیں۔ اس وجہ سے نائیجیریا افغانستان اور عراق کی طرح مال کے بھوکے استعمار کے مفادات کی جولانگاہ بنا ہوا ہے۔ دوسرے وہاں کی مقامی عیسائی مشنریاں مسلمانوں کو عیسائی بنانے کے لئے متحرک ہو گئی ہیں۔ ان کو جو چیز سب سے زیادہ کھٹکتی ہے وہ دینی مدارس ہیں۔ ایک حالیہ جائزے کے مطابق محض نائیجیریا کے جنوب مغرب کے علاقے میں پچاس ہزار دینی مدارس قائم ہیں، جن میں دس لاکھ سے زائد بچے' بچیاں اور نوجوان دینی تعلیم حاصل کر رہے ہیں اور یہاں 20 سے 45 سال کی عمر کے ایک لاکھ سے زائد عالم فاضل اساتذہ تعلیم دے رہے ہیں۔ ان مدارس میں شیخ عثمان بن محمد فوادی کی کتب بطور نصاب شامل ہیں۔ (بحوالہ سردار عالم خان احیاء دین کا مقدمہ 2007ء ص 236)

یان حسبہ:

شریعت کے احیاء اور نفاذ میں اہم حصہ اور کردار ان پر جوش اور باہمت نوجوانوں کا ہے جو یان حسبہ (Yon Hisba) کہلاتے ہیں۔ انہیں عرف عام میں ''شریعت پولیس'' بھی کہا جاتا ہے۔ حسبہ نے 2004ء میں کانو (Kano) کی ریاستی اسمبلی سے شریعت بل منظور کرانے میں بڑی تگ و دو کی۔ یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ شریعت کے نفاذ کی اس تگ و دو میں طالبات کا بھی برابر کا حصہ ہے۔ انسٹی ٹیوٹ آف ہیلتھ ٹیکنالوجی لاگوس کی طالبات نے لاگوس کی عدالت عالیہ میں ریاستی حکومت کے حجاب (ہیڈ سکارف پہننے) پر پابندی کے خلاف اپیل کی تو عدالت عالیہ کے جج ایشمی اوبیودل نے اسے کالعدم قرار دے دیا، اس لئے کہ یہ آئین کی شق نمبر 42 کی روح کے خلاف ہے۔

شریعت کے احیاء اور نفاذ میں اہم حصہ اور کردار ان پر جوش اور باہمت نوجوانوں کا ہے
جو یان حسبہ کہلاتے ہیں۔ انہیں عرف عام میں ''شریعت پولیس'' بھی کہا جاتا ہے۔

مسلمانوں کی علمی، معاشرتی اور ثقافتی زندگی پر شیخ عثمان کی تعلیمات اور اصلاحات کے اثرات آج بھی نمایاں ہیں۔ نائیجیریا میں اُن کے جانشینوں کو اب بھی اتنا مذہبی اور سیاسی اثر ورسوخ حاصل ہے کہ نائیجیریا کی حکومت کو جب بھی مسلمانوں کو کسی بات پر آمادہ کرنا ہوتا ہے تو سلطان سُکت (Sultan of Sokoto) سے رابطہ کرتی ہے اور اس کے اثر و رسوخ کو استعمال کرتی ہے، اگرچہ اس کا یہ اثر ورسوخ بتدریج کم ہو رہا ہے۔ نائیجیریا کے آئین میں شریعت کے نفاذ کا وعدہ بھی شیخ عثمان بن فودی کی تعلیمات کے زبردست اثرات کا غماز ہے۔ اگرچہ فرنگی استعمار اور مقامی عیسائی مشنریوں کی چالیں ان اثرات کو بے اثر کرنے پر تلی ہوئی ہیں۔ اس طرح فرنگی استعمار کی باقیات اور کٹھ پتلی انتظامیہ نے کمال عیاری ومکاری سے بتدریج شریعت کا دائرۂ اثر ونفوذ کم کر کے انگریزی قانون کی برتری قائم کرنے اور مسلمانوں کو 1774ء کے تاریک دور میں دھکیلنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جب شیخ عثمان بن محمد فودی نے اپنی تحریک احیاء شریعت شروع کی تھی۔ تاہم ہمیں یقین ہے کہ اللہ ان کی چالوں کو ناکام کر دے گا۔

پاکستان کی سالمیت واستحکام کیونکر ممکن ہے؟

امن وامان کی خرابی، لسانی، قومیتی اور فرقہ ورانہ عصبیتوں کو ہوا دے کر صوبوں کے عوام کے درمیان نفرتوں کی دیواریں کھڑی کرنا ملکی وحدت کو پارہ پارہ کرنے کی سازش کا حصہ ہے

رشید عمر

مسلمانانِ عرب وعجم کی واحد ایٹمی قوت پاکستان کا وجود یہود ونصاریٰ اور ہندوؤں کے لئے ناقابل برداشت ہے۔ اس کو توڑنے کے لئے اُس پر پہلا وار 1971ء میں ہو چکا ہے جب زبان اور نسلی عصبیتوں کو ہوا دے کر ملک کو دولخت کرنے کا مقصد حاصل کیا گیا۔ اب بقیہ پاکستان کے حصے بخرے کرنے کے مذموم مقاصد اور منصوبے بھی منظر عام پر آ رہے ہیں۔ ان مذموم مقاصد کو حاصل کرنے کے لئے ہمہ پہلو گھناؤنی سازش کی جا رہی ہے۔ کراچی میں لسانی بنیاد پر وجود میں آنے والی جماعت ایم کیو ایم فسادات کی آگ بھڑکا رہی ہے۔ بلوچستان میں اکبر بگٹی کے قتل کے بعد تین سرداروں کا قتل، بلوچوں اور ملک کی دیگر قوتوں کے درمیان نفرتوں کا ذریعہ بن رہا ہے۔

جہاں تک سوات اور سرحد میں امریکہ اور یورپ کے دباؤ پر فوج کشی کا تعلق ہے، یہ بات کوئی ڈھکی چھپی نہیں ہے کہ یہ اسلام دشمن قوتیں ہیں، جنہیں اسلام کا احیاء کسی طور پر گوارا نہیں ہو سکتا۔ انہی قوتوں نے افغانستان میں دورِ حاضر کی خالص اسلامی ریاست کو ختم کرنے کا جرم عظیم کیا ہے۔ آج انہی کے دباؤ میں آ کر ہماری حکومت سوات اور ملحقہ علاقوں میں فوجی کارروائی کر کے بے گناہ لوگوں کے لئے زندگی عذاب بنا رہی ہے۔ لاکھوں لوگوں کی اندرونِ ملک تاریخ کی بڑی دربدری ایک الگ ناسور بن جائے گا اور اس سے ہم کن مسائل کا شکار ہوں گے، یہ ایک الگ مسئلہ ہے۔ اب یہ سلسلہ وزیرستان تک دراز کیا جا رہا ہے۔ ہمارے عاقبت نااندیش حکمرانوں کے ذریعے اغیار جو گیم کر رہے ہیں، اُس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ طالبانائزیشن کے نام پر اسلام اور شریعت کو بدنام کیا جائے اور اُس کا راستہ روکا جائے۔ پھر اس سے مقصود یہ بھی ہے کہ ''طالبانی شریعت'' کی آڑ میں سرحد اور پنجاب میں دیوبندی ازم اور سنی ازم کے ذریعے نفرتوں کی دیواریں کھڑی کی جائیں۔ چاروں صوبوں کے عوام میں نفرتیں پیدا کرنے کے لئے جہاں جو بھی حربہ اور چال کارگر ہو سکتی ہے، اس کو اختیار کیا جا رہا ہے، تاکہ کل کلاں خدانخواستہ جب یہود ونصاریٰ اور ہندو پاکستان کے حصے بخرے کرنے میں کامیاب ہو جائیں تو مختلف صوبوں کے لوگ ایک دوسرے سے اتنے بیزار اور بے حس ہو چکے ہوں کہ کہیں بھی ان کے اقدام کے خلاف کوئی آواز اٹھانے والا نہ ہو۔ ہمارے سادہ لوح عوام تو پروپیگنڈے کی وجہ سے یہود ونصاریٰ کے ان مذموم مقاصد کو سمجھنے سے عاجز ہیں ہی، لیکن ہمارے حکمرانوں نے بھی اپنی آنکھیں ڈالروں کی پٹیوں سے بند کر رکھی ہیں، اور ان کی طرف سے ملکی نظریاتی اور زمینی سرحدوں کے تحفظ کی ذمہ داری میں مجرمانہ کوتاہی کا عمل جاری ہے۔

ہمیں یہ حقیقت ذہن نشین کر لینی چاہیے کہ عوام کو جوڑنے والی قوت اسلام ہے۔ کوئی سندھی بلوچ نہیں بن سکتا، کوئی بلوچ پٹھان نہیں بن سکتا، کوئی پٹھان پنجابی نہیں بن سکتا، لیکن یہ سب اسلام کے رشتے میں آپس میں جڑے ہوئے ہیں۔ دین اسلام ہماری وحدت کی علامت ہے۔ ''طالبانائزیشن'' کی آڑ میں اسلام کے خلاف صدا بلند کرنا اللہ سے غداری اور بغاوت ہے ہی، اپنی وحدت کو مٹانے کے بھی مترادف ہے۔ اسلام کا بے لاگ عدل فراہم کرنے والا نظام عدل ہمیں مستحکم اور مضبوط قوم بنائے گا۔ افسوس کہ آج عدل ریگولیشن کے نفاذ کو مذاق بنا دیا گیا ہے۔ تیسرا عمل جو خواص وعام کے جڑنے کا ذریعہ بن سکتا ہے، وہ انسانی ہمدردی کے کام ہیں۔ لیکن ہم سماجی بہبود کے اِن کاموں میں مشغول دینی قوتوں کی راہ بھی روک رہے ہیں۔ ذرا یاد کیجئے، کچھ عرصہ قبل آنے والے زلزلے کے دوران جن اسلامی غیر سرکاری تنظیموں نے انسانی خدمت کے کام کئے، بلوچستان میں پانی کے نلکے لگوائے، اور سکولوں کے قیام میں مدد کی، آج خدمت خلق کے کام کرنے والے ان اداروں اور ان کی قیادتوں کے ساتھ ہم کیا سلوک کر رہے ہیں۔ چوتھی بڑی چیز اور دین اسلام کی اہم ذمہ داری جہاد فی سبیل اللہ ہے، جو اندرونی اور بیرونی خطروں کو پیدا کرنے والی قوتوں کے لیے حوصلہ شکن جواب فراہم کر سکتی ہے۔ یہ علماء اور دینی جماعتوں کی بھی ذمہ داری ہے، اور مسلمان حکومت کی بھی کہ وہ مسلمانان پاکستان کے دلوں میں منظم قیادت کے تحت اس جذبۂ جہاد کو زندہ و بیدار رکھیں۔ پانچویں بات حکومتی پالیسیوں کا عوام دوست ہونا ہے۔ ضرورت اس بات کی تھی کہ ہمارا ملک جو بے پناہ وسائل کا حامل اور 16 کروڑ عوام کا ملک ہے، اس میں امن وامان کا دور دورہ ہوتا اور صنعت و تجارت ترقی کرتی اور ہم بیرونی امداد کے محتاج نہ ہوتے۔ لیکن ہمارے حکمرانوں کو بیرونی امداد چاہیے۔ وہ امداد خواہ اپنے عوام کو گرفتار کر کے دشمنوں کے حوالے کر کے حاصل کرنا پڑے یا نہتے عوام پر فوج کشی کے ذریعے۔ اس امداد سے وہ اپنی عیاشیوں میں مگن ہیں اور وہ ملک کے اصل مسائل اور اس کے خلاف ہونے والی سازشوں کو سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اس سے پہلے کہ لوگ معاشی بدحالی اور جان ومال کے عدم تحفظ کی وجہ سے سڑکوں پر نکل آئیں، انہیں اپنی عیاشیاں چھوڑ کر اسلام کا نظام عدل نافذ کرنے کی فکر کرنا چاہیے۔

> ہمارے عاقبت نااندیش حکمرانوں کے ذریعے اغیار جو گیم کر رہے ہیں، اُس کا بنیادی مقصد یہ ہے کہ طالبانائزیشن کے نام پر اسلام اور شریعت کو بدنام کیا جائے اور اُس کا راستہ روکا جائے

❁❁❁❁

ڈھائی ہزار برس جینے کا سامان

عامرہ احسان

جنگ برائے امریکی دہشت گردی کے نوحے پڑھتے پورے آٹھ سال بیت گئے۔ اس بات پر تو تقریباً سبھی متفق ہیں کہ یہ جنگ امریکہ کی عیاری، مکاری اور مسلمانوں کے خلاف ایک عالمی اتحاد کے سوا کچھ بھی نہیں۔ لیکن بر سرِ زمین یہ اتفاق ایک مکمل انتشار میں بدل جاتا ہے۔ ہر سطح کے عوام بھی اُلجھے اُلجھے، بکھرے بکھرے کیوں دکھائی دیتے ہیں۔ سیاسی جماعتوں کے عوام، فوجی عوام، دینی عوام اور عوام الناس حیراں و سرگرداں ہیں جبکہ ان تمام عوام کی قیادتیں یا ڈالر منہ میں ڈالے ہوئے ہیں یا گنگنھنیاں۔ وجہ آخر کیا ہے؟ امریکہ کو سب مل کر دھتا کیوں نہیں بتا دیتے؟ کیا چیز ہے جو کھو گئی ہے کہ یہ چشم سر سب کچھ دیکھ کر بھی ہماری زبان کی گرہیں نہیں کھلتیں۔ ہمارے قلم لکھتے لکھتے اور گرہیں ڈال دیتے ہیں۔ مناظر جو دکھائے جانے چاہئیں وہ نہیں دکھا رہے۔ ایک سحر، ایک SPELL ہے کہ محدود مخصوص مناظر دکھانے پر خود کو مجبور پاتے ہیں، خواہ وہ زبان سے ہوں، قلم سے یا کیمرے سے۔ جو چیز ہم سے کھو گئی، وہ ہماری شناخت ہے۔ جس شناخت کو لے کر آئے تھے، صعوبتوں کے سفر کاٹے تھے، دو قومی نظریے کا بول بالا کیا تھا، وہ بھول گئے۔

پوری دنیا دو ہی نظریات پر استوار ہے۔ حق و باطل، ایمان اور کفر۔ ایمان کو کسی نام سے بھی پکار لو۔ وہ کلمہ توحید ہی پر منتج ہوتا ہے۔ کفر کو کوئی خوبصورت سے خوبصورت نام بھی دے دو، اس کی حقیقت نہیں بدلتی۔ پوری دنیا ان دو کیمپوں میں ازل سے بٹی ہے، خواہ معرکہ فرعون و کلیم اللہ ہو، ایک طرف نارِ نمرود اور دوسری جانب خلیل اللہ ہوں یا ایک جانب ابوجہل کا قبیلہ اور دوسری طرف قافلہ محمد ﷺ ہو۔ کہانی ازل سے ایک ہی ہے جو چلتے چلتے ہم تک آ پہنچی ہے۔ اُلجھاؤ ہے تو اس بات کا کہ کفر تو آج بھی ملت واحدہ ہے۔ 41 ملک ہاتھ میں ہاتھ ڈالے شانہ بشانہ قافلہ محمد ﷺ کا شکار کھیل رہے ہیں لیکن ہم وہاں نہیں ہیں

> کفر تو آج بھی ملت واحدہ ہے۔ 41 مما لک ہاتھ میں ہاتھ ڈالے شانہ بشانہ قافلہ محمد ﷺ کا شکار کھیل رہے ہیں لیکن ہم وہاں نہیں ہیں جہاں ہمیں ہونا چاہئے۔ دو واضح لکیروں (حق اور باطل) کے درمیان ایک تیسری لکیر کھینچ کر ہم اس پر کھڑے باطل کا دفاع کر رہے ہیں

جہاں ہمیں ہونا چاہئے۔ دو واضح لکیروں: (حق اور باطل) کے درمیان ایک تیسری لکیر کھینچ کر ہم اس پر کھڑے باطل کا دفاع کر رہے ہیں۔ آنکھ اُٹھا کر اللہ سے رحمت مانگتے ہیں تو دور دور رحمت کی کوئی بھولی بھٹکی بدلی بھی دکھائی نہیں دیتی۔ قہر و غضب کی خشمگیں نگاہیں ہمیں خوفزدہ کر دیتی ہیں۔

خون کا سیل بڑھتا پھیلتا ہمارے دامن کو داغدار کر چکا ہے اور ہم بات سمجھ نہیں رہے۔ سرا ہاتھ آ نہیں رہا۔ اصلاً ہم بات سمجھنا چاہتے نہیں ہیں، کیونکہ دنیا ہاتھ سے جاتی نظر آتی ہے۔ اللہ نے تو پہلے ہی متنبہ کر دی تھی کہ: ''ان لوگوں کی طرح نہ ہو جاؤ جو اللہ کو بھول گئے تو اللہ نے انہیں خود اپنا نفس (اپنا آپ) بھلا دیا (الحشر:19)'' آج خدا فراموشی کے نتیجے میں یہ خود فراموشی اس قوم او رامت پر طاری ہے۔ مسلمان ہر در پر جھک رہا ہے، تذلیل اُٹھا رہا ہے سوائے ایک در کے۔ خود فراموشی تو دیوانگی کو کہتے ہیں۔ اس قوم کا حال دیکھ لیں، کیا دیوانگی کی تمام علامات ہم میں نہیں؟ دیوانے کو نہیں پتہ ہوتا وہ کون ہے، کہاں سے آیا ہے اور اس کی منزل کیا ہے؟ لباس سے عاری، بے پروا، بے نیاز ہوتا ہے۔ جو ہاتھ آئے کھا لیتا ہے۔ (پاک، ناپاک احلال وحرام سے بے فکر) آواز دو تو پتہ نہیں چلتا کون پکار رہا ہے، کیوں پکار رہا ہے؟ (حی علی الصلوٰۃ۔ حی علی الفلاح!) انگلی پکڑ کر جو جدھر لے جائے ہانکا جاتا ہے۔ فیصلہ نفع و ضرر کی طاقت نہیں رکھتا۔ لہٰذا آپ اسے کفر کی صف میں کھڑا اپنوں کو پتھر مارتا ہوا دیکھ رہے ہیں۔ ساتھ یہ قہقہے لگا رہا ہے، خوش ہو رہا ہے، فتح کا جشن منا رہا ہے۔

تاہم یہ دیوانہ بکار خود ہشیار ہے۔ ایسا بھی نہیں کہ اسے یہ پتہ نہ ہو کہ (which side of the bread is buttered) یعنی روٹی کے کس طرف مکھن لگا ہے۔ لہٰذا اسے جو مکھن لگا لگا کر کام نکالے جا رہے ہیں وہ ہالبروک کی وائسرایانہ پریس کانفرنس اور دورے میں واضح ہے۔ قیادتیں تو اپنے حصے کا مکھن سمیٹ کر جہاں سے آئی تھیں وہیں بہتر بینک بیلنس کے ساتھ لوٹ جائیں گی۔ عوام اپنا خیمہ کہاں نصب کریں، یہ اُن کی سر دردی ہے۔ انہوں نے اپنی دنیا سنوار سجا لی بس اتنا کافی ہے۔ ہوش کے ناخن تو عوام کو لینے ہیں جن کا مسئلہ اب بھی اللہ کے فضل سے دنیا اور آخرت دونوں ہی ہیں۔ انہیں توجہ سے دیکھنے کی ضرورت اور فیصلہ کرنے کی فکر ہونی چاہئے۔ وقت ہمارے ہاتھ سے نکلا جا رہا ہے۔ کیک کھانے والا طبقہ لمبی تان کر سونا چاہے تو سو جائے۔ ہمارے پاس وقت تھوڑا ہے کہ فیصلہ کن معرکہ خیر و شر شروع ہو چکا ہے۔ فلسفے گھڑنے، تراشنے، نشر کرنے کا وقت گزر چکا ہے۔ صحیح صف کے انتخاب کی گھڑی ہے:۔

فیصلہ تیرا تیرے ہاتھوں میں ہے دل یا شکم؟

اگر لکھنا، بولنا، پڑھنا، عمل پیرا ہونا شکم سے ہو تو راستے اور منزلیں ہی اور ہیں۔ رہا دل، تو دل وہی تو ہے جس پر آ گے کی تمام تر منزلوں کا انحصار ہے۔ یہ اللہ کے حضور قلب سلیم پیش کر دینے ہی کا امتحان ہے۔ جو ہوا و ہوس، شرک و بدعت، تکبر و حسد، دنیائے فانی کی حقیر خواہشات کی اسارت سے بچا بچا کر اللہ کے حضور اجلا ستھرا پیش ہو جائے۔ یہ وہی دل تو ہے۔

کسی کو دل میں رکھ لینا یہ دل ہی کا کلیجہ ہے
پہاڑوں کو تو بس آتا ہے جل کر طور ہو جانا

آج پہاڑوں پر انہی دلوں کا شکار جاری و ساری ہے۔ پہاڑ تورا بورا ہو گئے۔ دل والے باقی نہیں! چھانٹ چھانٹ کر ہر وہ دل اپنی قیمت چکا رہا ہے جو یہ کہہ بیٹھا۔

ہر تمنا دل سے رخصت ہو گئی
اب تو آ جا اب تو خلوت ہو گئی

سارے مصر کے، تمام جنگیں ڈالروں کی تھیلیاں بھر بھر کر انہی کے تعاقب میں ہیں جو دیوانے ہو کر دنیا کو خیر باد کہہ کر فرعون والوں سے بھڑ گئے۔ جتنے افسانے چاہیں گھڑ لیں، جتنے مناظر چاہیں چھانٹ کر دکھالیں، جتنا سیاہ چاہیں پینٹ کر لیں، حقیقت آج اور کل جب کھلے گی دل اور شکم کی اس جنگ کے سارے سپاہی آمنے سامنے اپنے تمغوں اور اپنی عقوبتوں سمیت لا حاضر کیے جائیں گے۔ فکر تو صرف اس دن کی کرنی ہے۔ غیب پر ایمان (گمان نہیں) انسان کو حیوانیت کی سطح سے اُٹھا کر اعلیٰ وارفع بلند منزلوں سے آشنا کر دیتا ہے۔ انسان کی دنیا وسیع ترین ہو جاتی ہے۔ ساری تنگ نظریوں کا سدِ باب ہو جاتا ہے۔ (خواہشات کا اسیر ہونے اور دنیا کا کیڑا بن کر صرف نفس کے لئے جینے سے بڑی تنگ نظری اور کیا ہوگی!)

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق!

کہانی وہی رہتی ہے۔ صرف جغرافیہ، وقت دور بدلتے ہیں۔ ایک گورنر سلمان فارسیؓ مدائن پر مامور ہیں۔ دوسرا گورنر اسی نام کا ہمارے پاس بھی ہے۔ سیرت، تاریخ کی کتابوں سے نکال کر پہلے کردار کو پڑھ لیجئے۔ رعایا کا حال دیکھ لیجئے۔ ہٹو بچو تو نہیں ہے۔ شان و شوکت مرعوبیت ظاہری بھی نہیں ہے۔ کہیں گدھے پر سوار چلے جا رہے ہیں، کہیں گھاس کا گٹھا سر پر رکھے اپنی حیثیت چھپائے مزدور بنے چلے جا رہے ہیں۔ رعایا وہ ہے کہ زکوٰۃ دینے نکلو تو زکوٰۃ لینے والا نہ ملے۔ شاندار عربی ترکی گھوڑوں کی سواریاں انہیں میسر ہیں۔ کفر لرزہ براندام ہے۔ ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا دونیم ہو چکے۔ پہاڑ سٹ کر ان کی ہیبت سے رائی بن چکے۔ دوسری جانب آج کا حال، اسلام سے دامن چھڑا کر رہنے والی شاندار گورنریاں بر سرِ زمین اور بر سرِ نیٹ دیکھ لیجئے۔ عوام کا حال بھی ذرا پوچھ لیجئے۔ کفر کے آگے بنے قلیوں کی تصاویر بھی 4 مئی کے اخبارات میں دیکھ لیجئے۔

اپنے بھائی کے مقابل کبر سے تن جایئے
غیر کا ہو سامنا تو بس قلی بن جایئے

اس قوم نے یہ سودا خود اپنے ہاتھوں سے کیا ہے کہ سلمان فارسیؓ اور ان کے ساتھیوں کے نقشِ پا تلاش کرنے والوں کو 21 ویں صدی میں پابند سلاسل رہنا چاہئے۔ ہمیں حکمران بھی درکار ہیں جو انگریزی فر فر بول سکیں، کفر کی اردل میں کھڑے ہو سکیں، داڑھی، پردہ، ایمان، مشکل ہے۔ اس کی نسبت غلام رہ کر چند روزہ زندگی میں بھرپور آزادی یعنی بات کرو ساری رات بلا روک ٹوک، اور "سب کہہ دو" کی آزادی چھننا تو گوارا نہیں کیا جا سکتا۔ لہٰذا مبارک ہو سوات فتح ہو گیا۔ مولانا عالم، امیر عزت خاں، مولانا مصباح الدین اور ابو سعید کو پولیس مقابلہ ٹائپ دو واقعات میں لقائے ربی کو بھیج دیا گیا۔ دیر بالا مسجد میں دھماکہ اجڑوں کو اجاڑنے کا ایک اور سامان کر گیا۔ ہر شخص جانتا ہے کہ مساجد میں دھماکے ہرگز طالبان کا کام نہیں۔ لیکن انہیں کما حقہ بدنام کر کے ہی سوات کا امن بحال ہوگا۔ ہمارے اطمینان کو یہ کافی ہے کہ لال مسجد کے بعد سوات کا مسئلہ بھی حل ہو گیا۔ صوفی محمد کے ایک بیٹے کو شہید دو کو گرفتار کروا دیا۔ آیئے ہم اس زمین پر ڈھائی ہزار سال جینے کا سامان ایک نئے عزم کے ساتھ کریں۔ جاتے جاتے آنے والے کل کا ایک منظر دیکھتے جایئے:

"مجرم لوگ دنیا میں ایمان لانے والوں کا مذاق اڑاتے تھے۔ جب ان کے پاس سے گزرتے تو آنکھیں مار مار کی ان کی طرف اشارے کرتے تھے۔ اپنے گھروں کی طرف پلٹتے تو مزے لیتے پلٹتے تھے اور جب انہیں دیکھتے تو کہتے تھے کہ یہ بہکے ہوئے لوگ ہیں۔ حالانکہ وہ ان پر نگران بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے۔ آج ایمان لانے والے کفار پر ہنس رہے ہیں۔ مسندوں پر بیٹھے ہوئے ان کا حال دیکھ رہے ہیں۔ مل گیا نا کافروں کو ان حرکتوں کا ثواب جو وہ کیا کرتے تھے۔" (القرآن)

(بشکریہ روزنامہ "نوائے وقت")

ضرورت رشتہ

☆ رندھاوا فیملی کو اپنی بیٹی، عمر 22 سال، تعلیم ایف اے، الھدیٰ سے کورس اور وہیں پر پڑھا رہی ہے، کے لئے دینی مزاج کے حامل، تعلیم یافتہ اور برسرِ روزگار لڑکے کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0344-6225530

☆ دو بہنیں جن کی عمر 21 سال اور 20 سال ہے تعلیم بالترتیب ایم اے اسلامیات (جاری) اور بی ایس آنر (جاری) ہے، کے لئے دینی گھرانوں سے تعلیم یافتہ نوجوانوں کے رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 0322-4558904

☆ صوبہ سرحد ضلع نوشہرہ کی رہائش پذیر لڑکی، عمر 28 سال، قد 5 فٹ 7 انچ، اردو سپیکنگ، تعلیم بی ایڈ و ایم اے پولیٹیکل سائنس، شرعی پردے کی پابند کے لئے دینی مزاج کے حامل تعلیم یافتہ اور برسرِ روزگار نوجوان کا رشتہ درکار ہے۔

برائے رابطہ: 0321-9767091

دعائے مغفرت کی اپیل

حلقہ سرحد جنوبی کے منفرد ملتزم رفیق حاجی نور محمد سید کے بہنوئی بقضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ اللہ تعالیٰ ان کی مغفرت فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے قارئین اور رفقاء واحباب سے بھی دعائے مغفرت کی درخواست ہے۔

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاء اللہ "جامع مسجد جماعت اسلامی دھیر کوٹ، ضلع باغ آزاد کشمیر" میں

21 رجون بروز اتوار نماز عصر تا 27 رجون 09ء بروز ہفتہ نماز ظہر

مبتدی تربیت گاہ

اور 26 رجون بروز جمعہ نماز عصر تا 28 رجون 09ء بروز اتوار نماز ظہر

نقباء و امراء تربیت گاہ

کا آغاز ہو رہا ہے۔ زیادہ سے زیادہ رفقاء، نقباء اور امراء ان میں شامل ہوں۔ موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں

المعلن: **مرکزی شعبہ تربیت**

برائے رابطہ: 042-6316638-6366638
0333-4311226

لیہ، حلقہ وسطی پنجاب میں امیر محترم حافظ عاکف سعید کا خطاب عام

مرکز کی ہدایت کے مطابق ہر حلقہ میں "پاکستان میں نفاذِ شریعت کیا؟ کیوں؟ اور کیسے؟" کے موضوع پر امیر محترم کے خطابات کا سلسلہ جاری ہے۔ اس سلسلہ میں حلقہ وسطی پنجاب میں بھی ایک خصوصی پروگرام کا اہتمام کیا گیا۔ مرکز سے اس پروگرام کی اطلاع ملنے کے بعد حلقہ وسطی پنجاب کے امیر انجینئر مختار فاروقی نے مقامی تناظیم کے امراء کی میٹنگ طلب کی، تاکہ اس پروگرام کو طے کیا جاسکے۔ امیر مقامی تنظیم لیہ چودھری صادق علی کی خواہش اور دیگر حضرات کے مشورہ سے امیر محترم کا خطاب عام لیہ میں کروانے کا پروگرام طے ہوا۔ جس کے لیے مرکز نے 22 مئی 2009ء کی تاریخ طے کر دی۔ چنانچہ امیر تنظیم لیہ نے رفقا کی مشاورت سے پینڈبل، بینر اور دعوت نامے تیار کرا کے مناسب انداز میں عمومی دعوت کا کام انجام دیا۔ مقررہ تاریخ پر امیر محترم حافظ عاکف سعید اور جناب رشید عمر ساڑھے دس بجے جھنگ پہنچ گئے۔ یہاں کچھ دیر آرام کے بعد وہ امیر تنظیم فیصل آباد امیر حلقہ کے ساتھ لیہ روانہ ہوئے۔ امیر محترم کے خطاب عام کے لیے ہاؤسنگ کالونی نمبر 2 کے ایک وسیع پارک میں سٹیج، کرسیاں اور اردگرد قناتیں لگا کر انتظام کیا گیا تھا۔ مخدوش ملکی حالات کے پیش نظر سکیورٹی کا بھی مناسب بندوبست کیا گیا۔

بعد از نمازِ عشاء ٹھیک 9:40 پر قاری نذیر احمد کی سورۃ الصف کے پہلے رکوع کی تلاوت سے پروگرام کا آغاز ہوا۔ پھر ایک بچے نے نعت رسول مقبول ﷺ پڑھ کر سامعین کے دلوں میں محبت رسول ﷺ کو تازہ کیا۔ اس کے بعد امیر حلقہ انجینئر مختار فاروقی کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے سامعین کو آگاہ کیا کہ یہ جلسہ کن ملکی حالات کے پیش نظر منعقد کیا گیا ہے پھر "کیا شریعت صرف حدود کے نفاذ کا نام ہے" کے عنوان پر خطاب فرمایا۔ انہوں نے کہا کہ نفاذِ اسلام کا مطلب صرف حدود کا نفاذ نہیں بلکہ پورے کے پورے اسلام کا نفاذ ہے۔ حدود کا نفاذ اس کا ایک جزو ہے۔ انہوں نے یہ حدیث بھی بیان فرمائی کہ ایک حد کے نافذ کرنے سے چالیس دن کی بارش جتنی خیر و برکت ہوتی ہے۔ انہوں نے بہت دلنشین انداز میں سامعین کو مسلمان اور ایک آزاد اسلامی ریاست کا باشندہ ہونے کی حیثیت سے ان کی دینی ذمہ داریوں کا احساس دلایا اور اپنے آپ پر، اپنے گھر اور کاروبار میں اسلام نافذ کرنے اور پھر ملکی اور اجتماعی سطح پر ہر شعبۂ زندگی میں اسلام کو نافذ کرنے کی مقدور بھر کوشش کرنے کی ترغیب دی۔ اس کے بعد حلقہ فیصل آباد کے امیر جناب رشید عمر کو خطاب کی دعوت دی گئی۔ انہوں نے سورۃ النور آیت 55 کی روشنی میں خطاب کیا کہ جو لوگ ایمان لائیں گے اور نیک عمل کرتے رہیں گے، ان سے اللہ کا وعدہ ہے کہ ان کو زمین میں خلافت عطا فرمائے گا اور ان کے دین کو مستحکم اور پائیدار کر دے گا اور ان کو امن نصیب فرمائے گا۔

آخر میں امیر محترم جناب عاکف سعید صاحب سے خصوصی خطاب کی درخواست کی گئی۔ آپ نے سورۃ المائدہ کی آیات کی روشنی میں اللہ کے نازل کردہ احکامات کے مطابق فیصلہ کرنے کی اہمیت کو بیان فرمایا۔ امیر محترم نے کہا کہ نفاذِ شریعت کا اصل حاصل ایک "عادلانہ" اور "پاکیزہ" معاشرے کا قیام ہے جس کے تحت جرائم کا سرزد ہونا ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ عادلانہ معاشرے کا مطلب یہ ہے کہ تمام شہریوں کو یکساں تعلیمی، طبی اور دیگر بنیادی ضروریات فراہم کی جائیں، انہیں تمام بنیادی حقوق حاصل ہوں اور ان کے لیے فوری، سستا اور بے لاگ انصاف یقینی بنایا جائے۔ معاشرے میں کفالت عامہ اور ضروریات کی فراہمی کا بندوبست اس حد تک کر دیا جائے کہ جرائم کے ارتکاب کا امکان ہی نہ رہے۔ پاکیزہ معاشرے سے مراد یہ ہے کہ تمام ذرائع ابلاغ پر تعلیم و تربیت اور وعظ و تبلیغ کا موثر انتظام ہو۔ افراد کی اصلاح اور معاشرے میں رائے عامہ کو جرائم کے خلاف اس حد تک تیار کر دیا جائے کہ معاشرے کا اجتماعی ضمیر جرائم کو برداشت ہی نہ کرے۔ اس کے ساتھ ایسے تمام اسباب کا قلع قمع کر دیا جائے جو ان جرائم کی تحریک پیدا کرنے اور ان کی ترغیب و تحریص دلانے والے ہوں۔ گویا معاشرتی زندگی میں ایسا ماحول قائم کیا جائے کہ اگر کوئی شخص جرائم کا ارتکاب کرنا بھی چاہے تو نہ کر سکے۔ اس سب کے بعد اگر پھر بھی کوئی شخص اس طرح کے جرم کا ارتکاب کرتا ہے تب اسے سخت سزا دی جاتی ہے۔ اسلامی نظام کا مطلب محض سزاؤں کا نفاذ سمجھنا اور اس نظام کی اصل شان یعنی عادلانہ اور پاکیزہ معاشرہ کے قیام کی طرف توجہ نہ کرنا، بہت بڑا مغالطہ ہے۔

یہ پروگرام رات پونے بارہ بجے مسنون دعا پر اختتام پذیر ہوا۔ اس میں تقریباً 1400 احباب و رفقاء شریک ہوئے۔ چودھری صادق علی اور ان کے رفقاء نے پروگرام کو کامیاب بنانے کے لیے دن رات جو کوششیں کیں، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ (رپورٹ: رفیق تنظیم)

امیر حلقہ پنجاب پوٹھوہار کا دورہ بھمبر

تنظیم اسلامی قرآن حکیم کا انقلابی پیغام عوام تک پہنچانے کے لئے ہمہ وقت کوشاں ہے۔ دروس قرآن کے حلقے جگہ جگہ قائم ہیں اور رفقائے تنظیم شب و روز دعوتی سرگرمیوں میں بحمد اللہ مصروف ہیں۔ 17 اپریل 2009ء کو امیر حلقہ گوجر خان مشتاق حسین نے جمعہ کا خطبہ جامع مسجد دارالسلام جتی میں دیا۔ انہوں نے سورۃ البقرۃ کی آیت 143 کے حوالہ سے شہادت علی الناس پر ایمان افروز خطاب کیا۔ انہوں نے کہا کہ قرآن کا پیغام پوری نوع انسانی تک پہنچانا امت مسلمہ کے ہر فرد پر اس کی استطاعت کے مطابق لازم ہے۔ جیسا کہ حدیث نبویؐ ہے: بَلِّغُوا عَنِّي وَلَوْ آيَةً۔ انہوں نے خصوصاً تعلیم یافتہ نوجوانوں کو تعلیم و تعلم قرآن کی پُرزور دعوت پیش کی۔ بعد از نماز جمعہ نوجوانوں کی ایک نشست میں امیر حلقہ نے ان کے سوالات کے جوابات بھی دیئے۔ بعد ازاں بھمبر کے لئے روانگی ہوئی۔ نماز عصر جامع مسجد حنفیہ شرقی بازار میں ادا کی گئی۔ مسجد حنفیہ کے مہتمم اور خطیب پروفیسر رشید احمد قاسمی اور مسجد کمیٹی نے بعد نمازِ مغرب کے درسِ قرآن کی تشہیر کے لئے خوبصورت بینرز لگوا رکھے تھے اور بہت سے لوگوں کو دعوت دے رکھی تھی بعد نمازِ مغرب محترم مشتاق حسین نے سورۃ المدثر کی آیات کا نہایت موثر درس دیا، حاضرین کی کثیر تعداد نے ہمہ تن گوش ہو کر یہ درس سنا۔ حاضرین درس سے اس قدر متاثر ہوئے کہ یکم مئی کے جمعہ کے لئے دعوت دی، جو ہم نے قبول کر لی۔ درسِ قرآن کے بعد نمازِ عشاء ادا کی اور بعد ازاں چودھری خادم حسین کے گھر پر رات کے کھانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ چودھری خادم حسین اور ان کے بیٹے چودھری سعید ایڈووکیٹ نے مہمانوں کی بہت خدمت کی۔ رات 11 بجے واپسی ہوئی۔ اس تبلیغی دورہ میں عطا الرحمٰن صدیقی، ناظم حسین، غلام سلطان اور منور حسین بھی راقم الحروف کے ہمراہ تھے۔

یکم مئی جمعہ کو دوبارہ امیر حلقہ جامع مسجد حنفیہ میں خطاب جمعہ کے لئے تشریف لائے اور اُسوۂ رسولؐ پر نہایت ایمان افروز خطاب فرمایا، جسے سامعین نے بہت پسند کیا۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہماری اس حقیر سی سعی کو شرف قبولیت عطا فرمائے!

(رپورٹ: سید محمد آزاد، امیر تنظیم اسلامی میرپور)

تنظیم اسلامی پنجاب پوٹھوہار کے زیر اہتمام دعوتی پروگرام

7، 8 اور 9 مئی 2009ء کو تنظیم اسلامی پنجاب پوٹھوہار کے زیر اہتمام جہلم میں تین روزہ دعوتی پروگرام منعقد ہوا۔ پروگرام کا آغاز 7 مئی کو بعد نماز مغرب امیر حلقہ مشتاق حسین کے درس قرآن سے ہوا۔ انہوں نے سورۃ المومنون کا درس دیا۔ 8 مئی کو صبح ناشتے کے بعد امیر حلقہ نے نماز ظہر تک ادائیگی نماز میں پائی جانے والی عام خامیوں کی طرف توجہ دلائی اور نماز جنازہ مذاکرے کی صورت میں پڑھایا اور سکھایا۔ نماز ظہر اور کھانے کے وقفے کے بعد نماز عصر تک انہوں نے "سورۃ العصر" کا درس دیا۔ عصر تا مغرب امیر مقامی تنظیم خلیل الرحمٰن کیانی نے "نبی کریم ﷺ سے ہمارے تعلق کی بنیادیں" کے موضوع پر گفتگو کی۔ عبدالحفیظ نے تزکیہ نفس

کے موضوع پر بیان کیا۔ بعد نماز مغرب امیر حلقہ نے فرائض دینی کا جامع تصور پر سیر حاصل گفتگو کی۔ انہوں نے واضح کیا کہ ہمارے دین میں زندگی کے تمام گوشوں کو بڑے احسن طریقے میں پیش کیا گیا ہے۔ دین کا تقاضا ہے کہ آدمی اس پر عمل کرے، دوسروں کو اس کی دعوت دے اور اقامت دین کی جدوجہد کرے۔ 9 مئی صبح ناشتہ کے بعد دس بجے تک نماز پڑھنے کا طریقہ قیام، جلسہ، قعدہ کے بارے میں مذاکرہ کیا گیا اور رفقاء میں جو کمی کوتاہی تھی اُس کی اصلاح کی طرف توجہ دلائی گئی۔ اس طرح یہ سہ روزہ پروگرام دن گیارہ بجے اختتام پذیر ہوا۔ اس پروگرام میں رفقاء نے بھرپور شرکت کی۔ گوجرخان سے بھی رفقاء شریک ہوئے۔

(رپورٹ: رفیق تنظیم اسلامی)

تنظیم اسلامی نیو ملتان کے زیر اہتمام سات روزہ تفہیم دین پروگرام

تنظیم اسلامی نیو ملتان کے اُسرہ مسجد الھدیٰ کے زیر اہتمام 4 تا 10 مئی تک سات روزہ تفہیم دین پروگرام کا انعقاد ہوا۔ یہ پروگرام پہلی مرتبہ ایک پبلک پارک میں رکھا گیا، جو Y بلاک نیو ملتان میں واقع جامع مسجد رحمانیہ کے سامنے ہے۔ پروگرام کے انتظامات میں اسرہ Z بلاک، اسرہ گلشن مارکیٹ اور اسرہ Y بلاک کے رفقاء نے بھی تعاون کیا۔ سات روزہ پروگرام کا دورانیہ روزانہ بعد نماز فجر ایک گھنٹہ ہوتا۔ روزانہ پروگرام کا آغاز قاری خلیل احمد کی تلاوت قرآن مجید سے ہوتا۔ تلاوت کے بعد سید حامد اللہ درس حدیث کی ذمہ داری نبھاتے اور آخر میں 40 منٹ کا درس قرآن محمد عزیز ترابی دیتے رہے۔ اس پروگرام میں اوسطاً 30 احباب شریک ہوتے رہے۔ فہم دین پروگرام میں جن موضوعات پر دروس اور تقاریر ہوئیں، وہ یہ ہیں: 1۔ مسلمانوں پر قرآن مجید کے حقوق۔ 2۔ راہ نجات (سورۃ العصر کی روشنی میں)۔ 3۔ نیکی کی حقیقت۔ 4۔ خوش قسمت لوگ (سورہ حم سجدہ آیات)۔ 5۔ متاع الغرور۔ 6۔ منزل ہماری۔ 7۔ عظمت قرآن

پروگرام کے آخری روز سامعین سے تاثرات فارم پُر کرایا گیا۔ تجاویز و تاثرات کے خانے میں اکثر حضرات نے پروگرام کو مفید قرار دیا اور وقفہ وقفہ سے اس طرح کے پروگرام کے انعقاد کا مشورہ دیا۔ اللہ تعالیٰ ہماری ان حقیر سی مساعی کو قبول فرمائے۔ (آمین)

(مرتب: سید حامد اللہ شاہ)

مطالعہ قرآن حکیم کی سی ڈیز

سہ ماہی ''حکمت قرآن'' میں قسط وار شائع ہونے والے مطالعہ قرآن حکیم کے اسباق کی تدریس کا آغاز کیا گیا ہے۔ جس میں لطف الرحمن صاحب لغت اور ترکیب میں گرامر کے متعلقہ قواعد کی وضاحت کے ساتھ ترجمہ کر رہے ہیں۔ اس تدریس کی سی ڈیز دستیاب ہیں۔ اسلامیات، عربی اور درسِ نظامی کے طلبہ وطالبات کے لیے مفید ہے۔

ایک سی ڈی کی قیمت -/30 روپے ہے۔

جینے کا سلیقہ

البلاغ فاؤنڈیشن کے تحت جاری ''جینے کا سلیقہ'' کورس کے چاروں حصوں کو ایک کتاب کی شکل میں شائع کیا گیا ہے۔ اس طرح نوجوانوں کو انعام میں اور بچیوں کو جہیز میں دینے کے لیے ایک اچھا مجموعہ تیار ہو گیا ہے۔ کتاب کے مصنف کا اور کتاب کا تعارف، فہرست، مضامین اور تحریر کے چند نمونوں پر مشتمل پمفلٹ بلا معاوضہ فراہم کیا جاتا ہے۔ 368 صفحات کی اس کتاب کی قیمت -/250 روپے ہے۔ سی ڈیز اور یہ کتاب مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور کے مکتبہ سے بھی دستیاب ہے۔

ملنے کا پتہ : مکتبہ سراج منیر

الف۔ 287 رحمان پورہ ، لاہور موبائل: 0300-4233427

ای میل: maktaba_siraj_munir@hotmail.com

بقیہ: ''اوباما کی تقریر اور بولتے حقائق''

برآمد کیا گیا۔ اُسے ایک خوبصورت نعرہ دیا گیا The Change we need جیسے دنیا مکمل طور پر تبدیل ہونے والی ہے۔ لیکن ہوا کیا، تمام کلیدی عہدوں پر بدترین مسلم دشمن عناصر کو متمکن کیا گیا۔ وائٹ ہاؤس کا چیف آف سٹاف ایک ایسے رسوائے زمانہ یہودی کو مقرر کیا گیا جو مسلم دشمنی میں اپنا جواب نہیں رکھتا تھا۔ رچرڈ ہالبروک جو یوگوسلاویہ کو مختلف ریاستوں میں تقسیم کر کے وہاں مسلم کشی کے معاملے میں معروف ہوا تھا، اُسے پاکستان اور افغانستان کے ڈیسک کا سربراہ بنا دیا گیا۔ شروع میں بھارت بھی اُس کی عملداری میں شامل تھا لیکن بھارت کے احتجاج پر اُسے پاکستان افغانستان تک محدود کر دیا گیا۔ دہشت گردی کے حوالے سے پاکستان اور افغانستان کو ایک کر دیا گیا اور اُسے AFPAK کا نام دیا گیا۔ جنرل پٹریاس جو عراق میں بہت کامیاب ہوا تھا کہ وہاں کے مختلف قبائل کو آپس میں لڑا کر اس نے القاعدہ کی شکست دی تھی، اُسے افغانستان لایا گیا۔ افغانستان سے اُس فوجی سربراہ کو تبدیل کر دیا گیا جو معاملات کو قانون اور ضابطے کے تحت چلاتا تھا۔ ایک ایسا جرنیل یعنی جنرل میک کرسٹل لایا گیا جو تباہی و بربادی پھیلانے کے حوالے سے بہت شہرت رکھتا ہے۔ افغانستان میں مزید سترہ ہزار افواج بھیجنے کا فیصلہ کیا گیا ہے۔ پاکستان کے ایٹمی اثاثہ جات اور اُن کا دہشت گردوں کے ہاتھ لگ جانے کا وہ اودھم مچایا گیا ہے کہ اتنا بش دور میں بھی نہیں سنا تھا۔ سوات میں عدل ریگولیشن کے نفاذ پر بے تحاشا شور و غل کیا گیا اور حکومت پاکستان کو گن پوائنٹ پر فوجی آپریشن کے لیے مجبور کیا گیا۔ کشمیر کے معاملے میں اوباما نے بعض خوشنما بیانات جاری کیے لیکن عملی طور پر کچھ نہ کیا گیا۔ دارفور میں امریکہ کی فتنہ انگیزی ختم کرنے کا کوئی اعلان نہیں کیا گیا۔

سوال یہ ہے کہ امریکی اسٹیبلشمنٹ جو بُری طرح یہودیوں کے شکنجے میں کسی ہوئی ہے، کس طرح ایک شخص کو اجازت دے سکتی ہے کہ وہ اسلام اور مسلمانوں کے حق میں عملی طور پر کوئی قدم اُٹھا سکے۔ حقیقت یہ ہے کہ بش کی فرعونیت کو اوباما کی منافقت سے تبدیل کر دیا گیا ہے۔ پاکستان کو سودی قرضہ دیا جاتا ہے، امریکہ اور یورپ کی مارکیٹ تک فری رسائی نہیں دی جاتی۔ ٹیکسٹائل جو پاکستان کی بہت بڑی برآمدی آئٹم ہے، اُس پر سے ڈیوٹی کم نہیں کی جاتی۔ بھارت کو افغانستان میں کھلی چھٹی دے دی گئی ہے۔ خوست میں اُس نے تخریب کاری کی تربیت گاہیں قائم کی ہوئی ہیں مگر اُن کا نوٹس نہیں لیا جاتا۔ بلوچستان میں ''را'' اور ''سی آئی اے'' دونوں علیحدگی پسندوں کی مدد کر رہے ہیں۔ اسرائیل بھی افغان تخریب کاروں کو تربیت دے کر پاکستان میں داخل کر رہا ہے۔ ان حالات میں خوبصورت تقریریں دھوکہ کے سوا کیا معنی رکھتی ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ ہم اپنے نہیں بن رہے تو کسی دوسرے کو کیا مصیبت پڑی ہے کہ وہ ہمارا بنے۔ ستاون مسلم ممالک میں شاید ہی کوئی ایک حکومت ہو جو پاپولر ہو، جسے عوام کی پشت پناہی حاصل ہو، جو عوام سے باقاعدہ مینڈیٹ حاصل کر کے معرضِ وجود میں آئی ہو۔ یہ حکومتیں اپنے عوام سے خوفزدہ ہیں اور امریکیوں کی طاقت کا سہارا لیتی ہیں، لہٰذا ہر مسلمان حکومت کے سربراہ کی یہ مجبوری ہے کہ وہ کہے مستند ہے اُن کا فرمایا ہوا، ورنہ اوباما کے قول اور عمل میں کتنی مطابقت ہے، اس کو سمجھنے کے لئے کسی افلاطونی دانش کی ضرورت نہیں۔ حقائق خود بولتے ہیں۔